عربی شاعری میں اجداد نبی ﷺ کے مناقب کا تحقیقی جائزہ

A research study of Holy prophet ,s forfathers characterstics in arabic poetry

ڈاکٹر عمرانہ شہزادی [1]

Abstract

By nature pre Islamic Arabs used to preserve the record of their lineage in memories, poetry and prose.Actually it was a divine arrangement to preserve the prestigious padigree of Rasulallah till doams day. In ancient arabic society, poet played a vital role in recording the family tree of holy Prophet due to their moral qualities,spiritul power,exellence and nobality of their characters. By traditino, Arabs poets prererved this source of information in their poetry in the form of "Wasf" .Authors of Seerat -ul- Nabawi termed these patterns of poetry as an authentic and reliable source that shed light on the characterstics of the decendents of the Holy Prophet p.b.u.h. this article is a brief selection and analysis of these verses.

Kek words : poetry, Holy prophet, arabs poets ,forfathers.

وزن اور قافیہ کا خیال رکھتے ہوئے بات کو اچھے طریقے سے بیان کرنا شعر کہلاتا ہے۔شعر کو عموماً شعور کے مترادف سمجھا جاتا ہے اور یہ ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعے لطیف جذبات کا مطالعہ کیا جاتا ہے علاوہ ازیں عقل سے وابستہ امور کا ادراک حاصل کرنے کے لئے بھی نفس اس کا محتاج ہے۔شاعر صاحب شعور اور مالک فہم وادراک ضرور ہوتا ہے اس کے ذہن میں آنے والے نادر خیالات، ذہنی بالیدگی اور وقت معرفت اسے دوسرے لوگوں سے ممتاز کرتے ہیں۔

عربوں کی شاعری ان کے داخل کی ترجمان ،ان کے خیالات کی مبلغ اور ان کے مشاہدات کے حکایت تھی وہ کھلی آنکھ سے فطرت کا مطالعہ کرتے اور آنکھ جو دیکھتی لب اس کے اظہار کا ذریعہ بن جاتے ،ان کا خیال بغیر کسی بناوٹ و تصنع کے لفظوں میں ڈھلتا تھا،اور ان کے اپنے نظریات ومعتقدات شعروں کے روپ میں عکس ریز ہوتے۔خود فریبی انھیں مرغوب نہ تھی نہ دوسروں سے اس کی توقع رکھتے انکے خیالات ،ان کے ذاتی اور وارداتی تھے اس لئے ان میں تاثیر اور قوت بے پناہ تھی۔

ڈاکٹر نکلسن لکھتے ہیں:

Their unwritten words flew across the deseret faster than arrows and came home to the hearts and bosoms of all who heard them.(1)

[1] اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ عربی گورنمنٹ کالج یونیورسٹی برائے خواتین، فیصل آباد

ابن رشیق لکھتے ہیں:

۔''شاعر کے پیدا ہونے پر دوسرے قبائل تہنیت کا پیغام بھیجتے، کھانے پکائے جاتے، عورتیں جمع ہوتیں مزہر بجاتیں''

کیونکہ وہ قومی وقبائلی مفاخرت ومفادات کا پرچار کرتا، مخالف قبیلے کو خوف زدہ کرتا اور ان کی عزت خاک میں ملا دیتا، آفتاب رسالت کے طلوع ہونے کے ساتھ ہی صحرائے عرب کا ذرہ ذرہ اور گوشہ گوشہ پرنور ہوا تو جہاں عربوں کی زندگی میں انقلاب برپا ہوا وہاں شعراء کے بھی طریق واطوار بدل گئے۔ بدویانہ زندگی بسر کرنے والے متمدن ہوئے، فخر ومباہات کی جگہ عاجزی وانکساری نے لے لی، نفرت وبیزاری اخوت ومحبت میں تبدیل ہوگئی، کفر والحاد کا راگ الاپنے والے توحید ورسالت کے نغمہ خواں بن گئے، شعراء کے فکر وفن کا انداز یکسر بدل گیا، ان کی شاعری اسلام کی ہمہ گیر تحریک سے وابستہ ہوگئی قبول اسلام کے بعد انہوں نے اپنے جداگانہ انداز میں سیرت کو قلمبند کیا آپ ﷺ کی عظمت وحرمت کی پاسداری کرتے ہوئے کفار کا منہ توڑ جواب دیا۔ شاعران رسول ﷺ نے آنحضور کی آداؤں کو بیان کرنے کے ساتھ عربوں کی سیاسی، معاشی، معاشرتی زندگی کو بھی تاریخ کا حصہ بنا دیا ۔یعرب بن قحطان جن کو عرب عاربہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، گمان غالب ہے کہ یہی بزرگ عربی زبان کے بانی ہیں، ان پر فخر کرتے ہوئے حسان بن ثابتؓ نے یہ اشعار کہے:

تعلمتم من منطق الشیخ یعرب	ابینا فصرتم معربین ذوی نفر
و کنتم قدیما مالکم غیر عجمة	کلام وکنتم کالبھائم فی القفر

ترجمہ: تم نے ہمارے بزرگ یعرب بن قحطان سے بات کرنا سیکھی پھر تم فصیح زبان بولنے لگے اور جتھے والے ہوگئے، پہلے تم گونگوں کی طرح بات کرتے تھے اور بیابانوں میں پھرنے والے چوپاؤں کی طرح تھے۔

عرب مستعربہ جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے ہیں عدنان کی اولاد ہونے کے سبب عدنانی کہلائے ۔آنحضور ﷺ کا ظہور بھی انہی لوگوں سے ہوا، قران پاک انہی لوگوں کی زبان میں نازل ہوا انھی کی سرزمیں عربی زبان وادب کا گہوارہ بنی انھی کے معاشرتی سانچے میں عربی ادب کی بیشتر روایات ڈھل گئی۔ شعراء نے عربوں کے اخلاق حمیدہ ورذیلہ اور مختلف مذہبی عقائد و رسومات انکی حضری وبدوی طرز زندگی کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ شاعر القطامی اپنی بدوی زندگی سے محبت کا اظہار اس طرح بیان کرتے ہیں۔

من تکن الحضارة اعجبتہ	فبایٔ رجال بادیة ترانا

ترجمہ: جو کوئی حضارت پر فریفتہ ہے ہوا کرے، مگر یہ تو بتا تو نے ہم صحرا نشینوں کو کیسا پایا۔

سماؤل بن عادیا عربوں کی جنگ جو فطرت کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

وما مات منا سید ناحتف انفہ	ولا ظل مناحیث کان قتیل

ترجمہ: ہمارا کوئی سردار طبعی موت نہیں مرا اور ہمارا کوئی مقتول ایسا نہیں جس کے خون کا بدلہ نہ لیا گیا ہو خواہ وہ جہاں بھی قتل ہوا ہو۔

برائیوں سے بھرپور معاشرے میں رہتے ہوئے بھی ان کی فصاحت و بلاغت، قادر الکلامی، وعدہ کی پاسداری، تحمل و بردباری، آزادی و خودمختاری، بہادری و جفاکشی، وفاداری و امانت داری اور ارادے کی پختگی ضرب المثل بن گئی۔ ان تمام خصائل کو عمرو بن کلثوم، طرفہ بن العبد، لبید بن ربیعہ العامری نے اپنے قصائد میں بہت اعلی پیرائے میں بیان کیا ہے۔ یہی وہ اخلاق تھے جن کی وجہ سے اہل عرب میں سے قریش کو بنی نوع انسان کی قیادت اور رسالت کا بوجھ اٹھانے کے لئے منتخب کیا گیا

خاندان نبوی ﷺ یا اجداد مصطفی ﷺ یہ وہ شجر طیبہ ہے جس کی شاخیں آسمان تک پھیلی ہوئی ہیں اور جڑیں مستحکم ہیں۔ کلام الٰہی ان کی فضیلت و مدارج کے تذکرے سے لبریز ہے۔۔ یہ وہ عالی نسب اور مقدس ہستیاں ہیں جنھوں نے انسانیت کو جینا سکھایا اور آفتاب ہدایت کو غبار خاطر سے محفوظ رکھا۔ انسانیت کے لیے کامل و اکمل ترین گھرانہ سوائے اجداد مصطفی کے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

حضور ﷺ کے مقدس آباء واجداد کا تفصیلی تذکرہ عدنان کے عظیم المرتبت ذکر سے شروع ہوتا ہے لیکن پس منظر میں آپ ؐ کے جد اعلیٰ ابراہیمؑ کا تذکرہ بھی نہایت ضروری ہے جن کے صلب سے عدنان جیسے فرزند عظیم نے جنم لیا اور جو اس ذات پرنور کے جد امجد ہیں جو اس کائنات کی اصل اور اساس ہیں۔

حضرت ابراہیمؑ کا ذکر قرآن کریم میں جس شان و خوبی سے بیان کیا گیا ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم کی ۲۵ سورتوں اور ۶۳ آیات میں ان کی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور ان کے عظیم القدر کارناموں کو بیان کیا گیا ہے۔ (۱) حضرت ابراہیمؑ کو جد الانبیا کہا جاتا ہے یہ تمام انبیا بنی اسرائیل سے ہیں پھر نبوت بنی اسرائیل سے حضرت اسماعیلؑ کی طرف منتقل ہو جاتی ہے جس میں حضورؐ آتے ہیں جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

{اِنِّی جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا} (۲)

میں تجھے تمام بنی نوع انسان کا پیشوا بناؤں گا۔

نبوت کو ان کے گھرانے کے لیے مختص کر دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَ جَعَلْنَا فِی ذُرِّیَّتِہِ النُّبُوَّةَ وَ الْکِتَابَ} (۳)

اور ہم نے اس کی نسل میں نبوت اور کتاب رکھ دی۔

قران پاک نے حضرت ابراہیمؑ کی خصوصی اور امتیازی اہمیت ان کے مؤسس کعبہ، معیار ہدایت، اسوۂ حسنہ اور ملت حنفیہ کے داعی اور حضور ﷺ کے مورث اعلیٰ کے اعتبار سے دی ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

{قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِی اِبْرَاهِیمَ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗ} (۴)

تم لوگوں کے لیے ابراہیمؑ و راس کے ساتھیوں میں ایک اچھا نمونہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کے دین حنیف کی پیروی کا حکم دیا۔

{فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا} (۵)

پس تم ابراہیمؑ کے دین حنیف کا اتباع کرو۔

ابراہیمؑ کی عظمت کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

{إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا} (۹)

بے شک ابراہیمؑ اپنی ذات میں پوری ایک امت تھے اللہ کے مطیع فرماں اور یک سو۔

یہ شرف بھی حضرت ابراہیمؑ ہی کو حاصل ہے کہ آپ ﷺ امام الانبیا، خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے مورث اعلیٰ ہیں۔ حضور

ﷺ آپ ہی کے شجرہء ذریت کی شاخ سدا بہار ہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے دادا حضرت ابراہیمؑ کی دعا کا ثمر ہوں۔ یہ دعا حضرت ابراہیمؑ نے ان الفاظ میں فرمائی:

{رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ
وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ} (۱۰)

اے ہمارے پروردگار! اور ان لوگوں میں خود انھی میں سے ایک رسول بھیجنا جو انھیں تیری آیات سنائے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے بے شک تو بڑا غالب حکمت والا ہے۔

اس خاندان کے جد امجد حضرت اسماعیلؑ کو بھی بعض خصوصی امتیازات سے نوازا گیا۔ انھی کی وجہ سے مکہ آباد ہوا، انھی کی وجہ سے چاہ زم زم برآمد ہوا، حج کعبہ کی عبادت کا آغاز ہوا، ۱۰ ذی الحج کو عیدالاضحیٰ کی سنت جاری ہوئی۔

حضرت اسماعیلؑ کعبہ کے اردگرد آباد ہوئے بلکہ کعبہ کے اردگرد آباد ہونے والے پہلے عرب قبیلہ بنو جرہم کی ایک مقدس خاتون سے نکاح کیا ان کے بطن سے حضرت اسماعیلؑ کے بارہ فرزند پیدا ہوئے ان بارہ بیٹوں سے بارہ قبیلے وجود میں آئے باقی سب تو سرزمین عرب میں پھیل گئے لیکن قیدار نامی فرزند مکے میں آباد رہے اور ان کی اولاد خاص شہر مکہ میں آباد ہوئی اور ہمیشہ بیت اللہ کی خدمت پر مامور رہی۔ (۱۱)

قیدار کی اولاد میں سے ۳۷ پشتوں کے بعد نبی کریم ﷺ کے جد امجد عدنان نے جنم لیا۔ عدنان کی اولادوں میں نبی کریم ﷺ کا ظہور ہوا۔ عدنانیوں کی قسمت کا ستارہ چمکا تو پھر چمکتا ہی گیا۔ اس خاندان میں وہ آفتاب رسالت چمکا جس کی روشنی سے صرف ایک عالم ہی نہیں سارے عالم جگمگا اٹھے۔

قاضی سلیمان سلمان منصور پوری کہتے ہیں حضرت اسماعیلؑ کے دوسرے فرزند قیدار کی ۳۷ ویں پشت میں عدنان پیدا ہوئے عدنان کے بعد اس قوم پر بنی جرہم کا قبیلہ غالب آ گیا۔ بنو جرہم نے بنو اسماعیل کو مکے سے نکال دیا کیوں کہ بنو اسماعیل نے بنو جرہم کا اب تک بت پرستی میں ساتھ نہیں دیا تھا۔ (۱۲)

اس سے پتا چلتا ہے کہ آپ ﷺ کے تمام آباء و اجداد دین ابراہیمی کے پیروکار تھے بلکہ اس دین کے محافظ اور نگہبان تھے۔ یہ سب صرف عقیدہ توحید کے قائل ہی نہیں بلکہ اس کو رائج کرنے والے بھی تھے ہر دور میں اپنے زمانے کے لوگوں کو دین حنیف کی خوبیوں سے انھوں نے ہی روشناس کروایا۔ دین کی ترویج و اشاعت میں جو سختیاں اور مصیبتیں پیش آئیں انھی حضرات نے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اس خاندان نے ہمیشہ دین کی بقا کے لیے جان و مال کی قربانی دی ان کو ہر شرف اور فضیلت عطا کیا گیا اور نبوت و رسالت کا منصب بھی دیا گیا۔

ابو الحسن الماوردی اعلام النبوۃ میں لکھتے ہیں:

> "اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ اللہ کے تمام بندوں میں سے منتخب شدہ ہیں اور تمام مخلوق میں سے بہترین ہیں اللہ تعالیٰ نے انھیں شریف ترین عناصر سے پیدا کیا اور ایسے رشتوں سے انھیں مضبوط کیا جو نہایت پختہ ہیں تا کہ ان کا نسب ہر قسم کی نکتہ چینی سے محفوظ رہے۔ نبی اکرم ﷺ کے تمام آبا اپنے اعتقاد میں موحد، قیامت اور یوم حساب پر یقین رکھتے تھے اور ان احکام کی پیروی کرتے جنھیں دین حنیف لے کر آیا انھوں نے دین ابراہیمی کا دامن مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا اگر ان شریف اخلاق پر غور کیا جائے جن کے کرنے کا حکم آپ ﷺ کے آباء و اجداد نے دیا اور ان برے اخلاق پر بھی جن سے انھوں نے منع کیا تو پتا چلے گا کہ یہ صرف اس انتخاب کی خاطر تھا جس کا ارادہ کیا جا رہا تھا اور اس ذکر کی خاطر تھا جسے شہرت دینا مقصود تھی کیوں کہ آباؤ اجداد میں اس کے مسلسل چلے آنے سے یہ واجب آتا تھا کہ یہ اولاد میں انتہا کو پہنچ جائے۔" (۱۳)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِي آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي كُنْتُ مِنْهُ (۱۴)

رسول اللہ نے فرمایا (میں حضرت آدمؑ سے لے کر) برابر آدمیوں کے بہتر قرنوں میں

ہوتا آیا ہوں (یعنی شریف اور پاکیزہ نسلوں میں) یہاں تک کہ وہ قرن (۱۵) آیا جس

میں، میں پیدا ہوا۔

مطلب یہ کہ آدمؑ کے بعد آنحضرت ﷺ کے نسب کے جتنے بھی سلسلے ہیں وہ سب آدمؑ کی اولاد میں بہترین خاندان گزرے ہیں آپ ﷺ کے اجداد میں حضرت ابراہیمؑ ہیں پھر حضرت اسماعیلؑ ہیں جو ابو العرب ہیں اس کے بعد عربوں کے جتنے سلسلے ہیں ان سب میں آپ ﷺ کا خاندان سب سے زیادہ شریف اور رفیع تھا۔ آپ ﷺ کا تعلق اسماعیلؑ کی اولاد کی شاخ بنی کنانہ سے پھر قریش سے پھر بنی ہاشم سے ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

ان اللہ اصطفی من و لد ابراھیم اسماعیل و اصطفی، من و لد اسماعیل بنی کنانۃ و اصطفی، من بنی کنانۃ قریش و اصطفی من قریش بنی ھاشم و اصطفانی من بنی ھاشم (۱۶)

اللہ تعالیٰ نے ابراھیمؑ کی اولاد میں سے اسماعیل کو برگزیدہ کیا اسماعیل کیا اولاد میں سے بنو کنانہ کو برگزیدہ کیا۔ بنو کنانہ میں سے قریش کو برگزیدہ کیا۔ قریش میں سے بنو ھاشم کو برگزیدہ کیا بنو ہاشم میں سے مجھے ممتاز فرمایا ۔

عَنِ الْعَبَاس بن عَبْدُ الْمُطَّلِب قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ انَّ قُرَيْشًا جَلَسُوْا فَتَذَاكَرُوْا اَحْسَابَهُمْ بَيْنَهُمْ فَجَعَلُوْا مَثَلَكَ كَمَثَلِ نَخْلَةٍ فِى كَبْوَةٍ مِنَ الْاَرْضِ فَقَالَ النَّبِيَّ ﷺ اِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِى مِنْ خَيْرِ فِرَقِهِمْ وَخَيْرِ الْفَرِيْقَيْنِ ثُمَّ خَيَّرَ الْقَبَائِلِ فَجَعَلَنِى فِى خَيْرِ الْقَبِيْلَةِ ثُمَّ خَيَّرَ الْبُيُوْتَ فَجَعَلَنِى مِنْ خَيْرِ بُيُوْتِهِمْ فَاَنَاخَيْرُهُمْ نَفْسًا وَخَيْرُهُمْ بَيْتًا (۱۷)

حضرت عباس بن عبد المطلب سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ قریش نے ایک مجلس میں اپنے حسب ونسب کا ذکر کیا تو آپ ﷺ کی مثال کھجور کے ایسے درخت سے دی جو کسی ٹیلہ پر ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پوری مخلوق کو پیدا فرمایا اور مجھے ان میں سے بہترین جماعت میں پیدا فرمایا۔ پھر دو فریقوں کو پسند فرمایا پھر تمام قبیلوں کو پسندیدہ بنایا اور مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا
پھر گھروں کو چنا اور مجھے ان میں سے بہترین گھر میں پیدا کیا چناں چہ میں ان سے ذات میں بھی بہتر ہوں اور گھرانے میں بھی۔

اسی بات کا اظہار عمرو بن مرہ جہنی نے اپنے ایک شعر میں کیا ہے:

لأصحبَ خيرَ النّاسِ نفسًا وَوَالِدًا رَسُولُ مَلِيكِ النّاسِ فَوْقَ الحِبائِكِ (۱۸)

آپ ﷺ ذاتی طور پر اور خاندانی اعتبار سے بھی سب سے بہتر ہیں اور مالک ارض وسما کی طرف سے برحق رسول۔

عباس بن مرداس کہتے ہیں:

عنيتک يا خيرالبرية كلها توسطت فی الفرعين والمجد مالكا

وانت المصفی من قريش اذا سمت علی ضمرها تبقی القرون المباركا (۱۹)

اے افضل کائنات! میں نے تیرا قصد کیا ہے۔ آپ والد و والدہ کے لحاظ سے اور مجد و شرف کے لحاظ سے بہترین ہیں۔ جب قریش سدھائے گھوڑوں پر سوار ہوں تو آپ ﷺ سب سے ممتاز ہیں اور مبارک زمانے میں آپ کا نام رہے گا۔

شجرہ نسب کے تعین کے حوالے سے خاندان پہلے ہوتا ہے اور فرد کا انتخاب بعد میں کیا جاتا ہے لیکن یہاں تو بات ہی نرالی ہے، یہاں فرد تو پہلے سے ہی منتخب ہے اور خاندان بعد میں۔

جیسا کہ ابو ہریرہ کی روایت ہے:

عن ابی هريرة ؓ قَالَ قَالُوا يَارَسولَ اللهِ مَتٰى وَجَبَتْ لَکَ النُّبوَّةُ؟ قَالَ وَ ادَمُ بَينَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ (۲۰)

لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ پر نبوت کب واجب ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب آدم کی روح اور جسم تیار ہو رہا تھا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلے آپ ﷺ کا انتخاب فرمایا پھر یہ جلیل القدر نور جس جس گھرانے سے ہوتے ہوئے گزرا وہی گھرانہ منتخب ہوتا چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ} (۲۱)

اللہ خوب جانتا ہے جہاں وہ رسالت رکھتا ہے۔

تمام انبیاؑ عالی نسب ہوتے ہیں خود آپ ﷺ بھی قریش میں اعلیٰ نسب کے مالک تھے خود ابو سفیان نے بھی حالت کفر میں قیصر روم کے دربار میں اس بات کا اقرار کیا جب اس نے پوچھا کہ تم میں ان کا نسب کیسا ہے؟ تو ابو سفیان نے کہا وہ ہم میں عالی نسب ہیں تو ہرقل نے کہا واقعی رسول و انبیا اسی طرح اپنی قوم میں عالی نسب ہوتے ہیں یعنی ان کا حسب نسب اعلیٰ اور خاندان بیشتر ہوتا ہے۔ (۲۲)

حضرت زید بن حارثہؓ نے بھی آپؐ کے نسل در نسل معزز چلے آنے کا ذکر اپنے شعر میں کیا:

فانی بحمد الله فی خیر اسرة　　کرام معد کابرا بعد کابر (۲۳)

بے شک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے " معد" کے اچھے قبیلے میں ہوں جو نسلاً بعد نسل معزز ہیں

حضرت ابو طالب کہتے ہیں:

إِذَا اجْتَمَعَتْ يَوْمًا قُرَيْشًا لِمَفْخَرٍ　　فَعَبْد مناف سِرّها وَصَمِيْمُهَا
وَإِنْ حُصِّلَتْ اَشْرَاف عَبْدُ مَنَافِهَا　　فَفِی هَاشم اَشْرَافُها وَقَدِيْمُهَا
فَإِنْ فَخَرَتْ يَوْمًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا　　هُو مُصطفٰی من سرّها وَكَرِيْمُهَا (۲۴)

جب بھی قریش کسی قابل فخر کام پر آمادہ ہوئے تو بنو عبد مناف ان کی روح رواں اور جان ٹھہرے اور جب کبھی بنو عبد مناف میں اشراف کا شمار ہوا تو ان میں بنو ہاشم نے سبقت پائی اور اگر بنو ہاشم نے فخر کیا تو محمد ﷺ ہی ان میں منتخب ہوئے وہی قبیلے کی جان اور صاحب مراتب عظیم نکلے۔

آپ ﷺ کا سلسلہ نسب یوں تو حضرت آدم سے لے کر حضرت اسماعیلؑ تک موجود ہے۔لیکن محققین کے درمیان اختلاف ہے رسول اللہ ﷺ کا نسب جو صحیح بیان کیا جا سکتا ہے وہ عدنان تک ہے۔عدنان تک نسب نامے میں کوئی اختلاف نہیں۔

اگر ہم حضور ﷺ کے نسب پر نظر دوڑائیں تو ہمیں آپ ﷺ کی ولادت و پاکیزگی کا پتا چلے گا اور یہ واضح ہو جائے گا کہ آپ شریف آبا کی اولاد میں سے ہیں جو سیادت و سرداری کے مالک تھے۔ یہ مقدس گھرانہ عرب کا مقبول ترین اور مقدس گھرانہ تھا کیوں کہ آپ ﷺ

محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب
بن مره بن کعب بن لئوی بن غالب بن فهر بن مالک بن نضر بن کنانة بن
خزیمه بن مدرکه بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہیں۔ (۲۵)

ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو گمنام یا مجہول ہو یہ تمام کے تمام سردار اور پیشوا ہیں جو بہترین مکارم اور فضائل میں مشہور ہوئے۔ ان معزز اور مقدس ہستیوں کا ذکر کرنے سے پہلے حسان بن ثابت کے مندرجہ ذیل اشعار ملاحظہ کریں جن میں انھوں نے کس قدر خوب صورتی کیساتھ حضور ﷺ کے خاندان کی فضیلت کا اظہار ہے:

وَاَكْرَمَ بَيْتا فی البیوت اذا انتمیٰ　　وَاَكْرَمَ جَدّ ا اَبْطَحِيًا يَسَوّدُ
وَاَمْنَعَ ذِرْوَاتٍ وَاَثْبتَ فِی الْعُلیٰ　　دَعَائِمَ عِزٍ شَاهِقَاتٍ تُشَيَّدُ
وَاَثْبتَ فَرْعًا فِی الْفُرُوْعِ وَمَنْبِتًا　　وَعُوْدًا غَدَاةَ الْمُزْنِ فَالعوْدُ اَغْيَدُ (۲۶)

سب گھرانوں میں آپ ﷺ کا گھرانہ زیادہ عزت والا ہے اور آپؐ کے دادا ابطحی لوگوں میں سب سے

بڑے سردار ہیں۔ آپ ﷺ کا خاندان اپنی بنیاد اور شاخوں کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ وارفع ہے اور زمانے میں اس کی کوئی نظیر موجود نہیں۔

عدنان:

عدنان حضرت محمد ﷺ کے آباء میں سے ایک تھے۔ آپ ﷺ اسماعیل کی نسل میں سے ہیں۔ اور شمالی عرب کے جد اعلیٰ بھی کہلاتے ہیں۔ مجموعی طور پر ان کی اولاد کو عرب المستعربہ، بنو عدنان یا عدنانی کہا جاتا ہے۔
طبری کی روایت ہے کہ وہ اہل عرب کے مسلمہ سردار تھے کیوں کہ جب ۵۸۷ قبل مسیح میں بخت نصر جسے شداد بن عاد بھی کہا جاتا ہے، نے اپنے لشکر جرار کے ساتھ اہل عرب پر دھاوا بولا تو عربی لشکر کے قائد عدنان تھے۔ طبری کہتے ہیں کہ ذات العرق کے مقام پر عدنان اور بخت نصر کا مقابلہ ہوا، بخت نصر نے عدنان کو شکست دی اور وہ عربی علاقے پر پیش قدمی کرتا ہوا حجاز کے مقام پر پہنچا، عدنان بھی وہاں پہنچ گئے عرب کے اکناف واطراف سے جنگ جو اور بہادر لوگ عدنان کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے اور جنگ شروع ہو گئی عدنان نے اپنے سپاہیوں کو ہدایت کی کہ اگر بخت نصر ان کے قابو میں آئے تو اسے قتل نہ کرنا بخت نصر نے بھی اپنی فوج کو ہدایت دی کہ وہ عدنان کو قتل کرنے سے باز رہیں۔ اس جنگ میں اہل عرب کو شکست ہوئی اور بخت نصر بے شمار مال غنیمت لے کر کامیاب ہوا۔ اس وقت عدنان کے بیٹے معد کی عمر ۱۲ برس تھی۔ (۲۷)

عدنان پہلے شخص ہیں جنھوں نے بیت اللہ شریف کو غلاف پہنایا۔ آپ نہایت خوش شکل، خوش اخلاق اور سخی تھے، سخاوت کے دریا بہا دیتے تھے۔

حضرت اسماعیلؑ کی اولاد میں عدنان ہی سے قبیلے متفرق ہوئے۔ عدنان کے دو بیٹے ہوئے۔ معد بن عدنان اور عک بن عدنان۔ سہیلی کے مطابق عدنان کے بیٹے حارث اور مذھب بھی ہیں۔ (۲۸)
طبری کے مطابق ابین اور عدن بھی عدنان کے بیٹے ہیں۔ (۲۹)
عباس بن مرداس عک پر فخر کرتے ہوئے کہتا ہے:

وَعَكُّ بْنُ عَد نَانَ الَّذِيْنَ تَلَقَّبوا   بِغَسَّان(۹۳(حَتّٰى طُرِّدُ وَاكُلَّ مَطْرِدِ(۳۰)

عک بن عدنان ہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے بنی غسان کا لقب حاصل کر لیا تھا یہاں تک کہ وہ چاروں طرف پھیلا دیے گئے۔

معد بن عدنان:

ان کو معد اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ جنگ کرنے والا اور بنی اسرائیل پر حملہ کرنے والا تھا اور وہ جس سے بھی جنگ کرتا فتح یاب ہوتا اور کامیاب لوٹتا۔ (۳۱)

بقول ماوردی پہلا شخص جس نے عدنان کی بزرگی کی بنیاد ڈالی اور جس نے ان کے نام کو بلند کیا وہ معد بن عدنان تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب بخت نصر نے اسے منتخب کر لیا تھا۔ بخت نصر اس وقت تک دنیا کے کئی ملکوں کا مالک بن چکا تھا۔ بخت نصر نے عرب ممالک پر چڑھائی کے وقت معد بن عدنان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن اس کے عہد کے ایک نبی نے تنبیہ کر دی کہ ایسا نہ کرنا اس لیے کہ اس کی اولاد میں نبوت ظہور پذیر ہونے والی تھی۔ چناں چہ بخت نصر نے اسے زندہ رہنے دیا اس کی عزت افزائی کی اور اسے تقویت بخشی۔ اس کے بعد معد تہامہ پر اپنی زبردست قوت اور نافذ ہونے والے حکم کی وجہ سے قابض ہو گیا اسی کے متعلق مہلہل کہتا ہے:

غَنِيَتْ دَارُ نَا تِهَامَةَ بِالأَ مْسِ وَفِيْهَا بَنُو مَعَدٍ حُلُوْلَا (۳۲)

گزشتہ زمانے میں ہمارے گھر تہامہ میں واقع تھے جب کہ وہاں بنو معد نے ڈیرا ڈال رکھا تھا۔

معد بن عدنان کی والدہ کا نام مہدد بنت اللحم ہے۔ (۳۳) معد کے چار بیٹے ہیں۔ قضاعہ، نزار، قنص اور ایاد۔

معد کے بیٹے نزار کی وجہ سے ان کی قوت اور بڑھ گئی ایرانی بادشاہوں کے یہاں بھی اسے سردار مانا گیا ایرانی بادشاہ کشتاسب نے اسے بہت پسند کیا نزار کا اصلی نام خلدان تھا دبلا پتلا جسم ہونے کی وجہ سے اس کا نام نزار پڑ گیا۔ ایرانیوں کی زبان میں نزار کے معنی دبلے کے ہیں چناں چہ یہ نام اس پر غالب آ گیا۔ اسی کے متعلق قمعہ بن الیاس بن مضر بن نزار کہتا ہے:

جَدِيْسٌ خَلَفْنَاهُ وَطَسْمًا بِأَرْضِهِ فَأَكْـرِمْ بِنَا عِنْدَ الفِخَارِ فِخَارًا
فَنَحْنُ بَنُو عَدْنَانَ خلدانُ جَدُّنَا فَسَمَّاهُ تَسْتَشْفِ الْهُمَامِ نِزَارًا
فَسُمِّيَ نِزَارًا بَعْدَ مَا كَانَ اسمه لَدَى الْعَرَبِ(خلدان) بَنُوْهُ خِيَارًا (۳۴)

ہم طسم اور جدیس کی زمینوں میں ان کے جاں نشین بنے مفاخرت کے وقت ہم کس قدر بزرگ فخر والے ہیں۔ ہم عدنان کی اولاد ہیں۔ خلدان ہمارا دادا ہے، بادشاہ کشتاسپ نے اس کا نام نزار رکھا تھا از اں بعد کہ عربوں کے یہاں اس کا نام خلدان تھا اسے نزار کہا جانے لگا اس کے بیٹے نیک تھے۔

نزار بن معد:

نزار نزر سے مشتق ہے جس کے معنی قلیل کے ہیں۔ نزار چوں کہ اپنے زمانہ کے یکتا تھے یعنی ان کی مثال کم تھی اس لیے ان کا نام نزار ہو گیا۔ (۳۵)

علامہ سہیلی فرماتے ہیں کہ جب نزار پیدا ہوئے تو ان کی پیشانی نور محمدی ﷺ سے چمک رہی تھی۔ باپ یہ دیکھ کر بے حد مسرور ہوئے اور دعوت کی اور یہ کہا: یہ سب کچھ اس مولود کے حق کے مقابلہ میں بہت قلیل ہے اس لیے نزار نام رکھا گیا۔ (۳۶)

نزار بن معد کے تین لڑکے ہیں، مضر، ربیعہ، انمار، بقول ابن ھشام ایک بیٹے کا نام ایاد بھی ہے حارث بن دوس ایادی کہتے

ہیں۔

وفتو حسن اوجههم من اياد بن نزار بن معد(٣٧)

اور کتنے خوب صورت جوان ایسے بھی ہیں جو ایاد بن نزار بن معد کی اولاد ہیں

مضر بن نزار:

اس کا نام عمرو، کنیت ابوالیاس اور لقب مضر ہے۔ ان کا شمار حکمائے عرب میں ہوتا ہے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ جو کوئی دیکھتا ان کی محبت و الفت کے جذبات سے لبریز ہو جاتا اس لیے انھیں مضر الحمراء بھی کہا جاتا ہے کہتے ہین حداء یعنی اونٹوں کو راگ کے ذریعے تیز چلانے کا طریقہ مضر ہی نے نکالا تھا۔(٣٨) کعبۃ اللہ کی ولایت و ریاست ان کی زندگی میں انھی کو مسلم تھی۔ حجاز کی سرزمین میں فخر و اعزاز مضر بن نزار ہی کو حاصل تھا کہ وہ کل بنو عدنان سے باعتبار غلبہ و کثرت تعداد فائق تھے۔ ان کی ریاست و حکومت مکہ میں تھی اس سے دو عظیم الشان قبیلے خندف اور قیس نکلے۔(٣٩) مضر کے دو لڑکے تھے الیاس بن مضر اور "ناس" جسے عیلان کہتے تھے کیوں کہ لوگ اس کی سخاوت و فیاضی پر اسے ملامت کرتے تھے اور کہتے اے عیلان تم فقیر ہو جاؤ گے اس کے بعد اس کا یہی نام مشہور ہو گیا۔ یہ بھی کہا گیا کہ اسے مضر کے ایک غلام نے پرورش کیا تھا۔

الیاس اور ناس کی والدہ کا نام رباب بنت حیدۃ بن معد بن عدنان تھا۔(٤٠)

امام سہیلی لکھتے ہیں:

لاتسبوا مضر ولا ربيعة، فانهما كان مؤمنين (٤١)

گالی نہ دو مضر کو اور نہ ربیعہ کو پس وہ دونوں مؤمن تھے

الیاس بن مضر:

الیاس بن مضر کے تین بیٹے تھے۔ مدرکہ، طابخہ اور قمعہ۔ ان کی والدہ بنو قضاعہ کی بیٹی تھی جن کا نام خندف (٤٢) تھا، الیاس بن مضر کی کنیت ابو عمرو تھی اور لقب کبیر قوم تھا۔(٤٣) الیاس اپنی قوم کے سردار تھے اور زندگی کے تمام شعبوں میں ان کی فضیلت مسلم تھی۔ بنو اسماعیل نے ملت ابراھیمی میں جو بعض رسوم و بدعات رائج کر دی تھیں۔ یہ ان کی مخالفت کرتے اور لوگوں کو ان سے باز رہنے کی تاکید کرتے۔ ان کی بیوی خندف بھی بلحاظ شرافت و سیادت ضرب المثل تھیں۔(٤٤)

قصی الیاس اور خندف کی طرف اپنی نسبت ظاہر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

انا الذی اعان فعلی حسبی وخندف امی والیاس ابی(٤٥)

والیاسُ أوّل من أهْدَی البُدْنَ للبیتِ

مدد کرنے والا ہوں اپنی استطاعت کے مطابق اور خندف میری ماں ہے اور الیاس میرا باپ ہے سب سے پہلے قربانی کا جانور بیت اللہ لے کر جانے والے یہی ہیں۔

حج کے زمانہ میں ان کی صلب سے نبی کریم ﷺ کے تلبیہ پڑھنے کی آواز آتی تھی۔ امام سہیلی نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

لا تَسُبُّوا اِلیاسَ، فَإنّه کان مؤمنًا و ذکر أنّه کان یسمع فی صلبه تَلبیة النبی ﷺ بالحج (۴۶)

الیاس کو برے الفاظ سے یاد نہ کرو وہ مومن تھے اور یہ کہ حج کے دنوں میں ان کی صلب سے نبی کریم ﷺ کے تلبیہ پڑھنے کی آواز آتی تھی۔

ابن سعد نے طبقات میں روایت کیا ہے:

عن عبداللّٰہ بن خالد مرسلً أن النبی ﷺ قال لا تسبو امضر فانه کان قد أسلم (۴۷)

عبداللہ بن خالد سے روایت ہے بے شک نبی ﷺ نے فرمایا مضر کو گالی نہ دو بے شک وہ سلامتی دینے والا تھا

مدرکہ بن الیاس:

مدرکہ اپنی قوم کے سردار تھے۔ جمہور علما کا قول ہے کہ مدرکہ کا نام عمرو (۴۸) تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں اکہ ان کا نام عامر تھا۔ (۴۹) مدرکہ ان کا لقب تھا جو دراک سے مشتق ہے چوں کہ انھوں نے ہر قسم کی عزت ورفعت کو پایا اس لیے مدرکہ ان کا لقب ہو گیا۔ (۵۰) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ اور ان کے بھائی جنگل میں اونٹوں کی حفاظت پر تھے۔ اونٹ بھاگ گئے۔ عمرو تعاقب میں دور تک گئے اور اونٹوں کو جا لیا۔ چھوٹے بھائی نے ان کی واپسی تک کھانا تیار کر رکھا تھا باپ نے ان کو مدرکہ اور چھوٹے کو طانجہ کا خطاب دیا۔ خطاب اصل نام پر غالب آ گیا۔

ادرکت یا عامر ما اردنا   وانت ما ادرکت قد طبخنا

اے عامر جو ہمارا ارادہ تھا تم نے اسے پالیا۔ عمرو تم نے پایا تو نہیں البتہ شکار پکا لیا۔

اور عمیر سے کہا:

وأنتَ قد أسأتَ وانْقَمَعْنَا

اے عمیر! تو نے برا کیا جو چھپ گئے تھے۔

قمعہ کی اولاد میں عمرو بن لحی تھا جس نے دین ابراہیمی کو تبدیل کیا تھا۔

ابن اسحاق کے مطابق مدرکہ کے دولڑکے ہوئے۔ خزیمہ اور ھذیل۔ ان کی بیوی کا نام سلمیٰ بنت اسلم تھا۔ (۵۱)

خزیمہ بن مدرکہ:

خزیمہ کی بیوی کا نام عوانہ بنت سعد تھا۔ خزیمہ کے چار بیٹے تھے۔ کنانہ، اسد، اسدہ اور ہون۔ ان کی کنیت ابوالاسد تھی۔ (۵۲) زرقانی میں ابن عباس سے مروی ہے کہ مات خزیمة علی ملّة ابراھیم خزیمہ نے دین ابراھیم پر وفات پائی۔ (۵۳) ان کے بارے میں کہا گیا ہے:

اما خزیمة فالمکارم جمة　　سبقت الیه ولیس ثم عتید (۵۴)

سارے مکارم اخلاق خزیمہ میں تیزی کے ساتھ جمع ہو گئے اور کوئی خلق بھی باقی نہ رہا۔

کنانہ بن خزیمہ:

کنانہ کا معنی ترکش ہے جس طرح ترکش تمام تیروں کو اپنے اندر چھپا لیتا ہے اس طرح انھوں نے اپنی ساری قوم کو اپنے جود و کرم کے دامن سے چھپا لیا تھا، اس لیے ان کا یہ نام مشہور ہو گیا۔

علامہ حلبی لکھتے ہیں:

قیل له کنانة لانه لم یزل فی کن مل قومه وقیل لستره علی قو مه وحفظه لاسرارهم وکان شیخا حسنا عظیم القدر۔ تحج الیه العرب لعلمه وفضله (۵۵)

کنانہ کو کنانہ اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ اپنی قوم کی پردہ پوشی کرتا رہا اور ان کے اسرار و رازوں کی حفاظت کرتا رہا۔ یہ ایک نیک اور عظیم المرتبت بزرگ تھا۔ اس کے علم اور بزرگی کی وجہ سے عرب اس کی زیارت کے لیے حاضر ہوا کرتے تھے۔

حضورؐ کے اجداد میں سب سے پہلے آپؐ کی آمد کی بشارت آپؐ کے اسم گرامی احمدؐ کے ساتھ جس شخص نے دی وہ آپ کے یہی دادا کنانہ بن خزیمہ ہیں۔

ومن ذلک ما نقل عن جده کنانة بن خزیمة انه کان شیخاحسناً عظیم القدرتحج الیه العرب لعلمه وفضله وکان یقول:قد ان خروج نبی من مکةیدعی أحمد یدعو الیٰ الله والی البر والاحسان ومکارم الاخلاق فا تبعوہ تزدادوا اشرفاوعزا الٰی عزکم ولا تعتدوا ما جاءبه فهو الحق (۵۶)

نبی اکرمؐ کے جد امجد کنانہ بن خزیمہ بہت عظیم بزرگ تھے وہ اپنے علم وفضل، شرف وقدر کے سبب اہل عرب کا مرجع تھے۔وہ کہا کرتے تھے کہ اب مکہ میں ایک عظیم الشان پیغمبر کے ظہور کا وقت آ پہنچا ہے اس کا اسم گرامی احمدؐ ہوگا۔وہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے گا، نیکی واحسان اور حسن خلق کی دعوت دے گا، پس اے لوگو تم اس کی اتباع و پیروی اختیار کرو تمھارے شرف وعزت میں اضافہ ہوگا،تم اس کے لائے ہوئے پیغام کو غلط مت ٹھہرانا کیوں کہ وہ حق پر ہوگا۔

کنانہ اسماعیلؑ کی اولاد میں بڑے نام ور سردار رہے ہیں۔کنانہ کی سیادت پر نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث روشنی ڈالتی ہے:

ان اللہ اصطفی من ولدابراھیم اسماعیل واصطفی، من ولد اسماعیل بنی کنانۃ واصطفی من بنی کنانۃ قریش واصطفی من قریش بنی ھاشم واصطفا نی من بنی ھاشم (۵۷)

اللہ تعالیٰ نے ابراھیمؑ کی اولاد میں سے اسماعیل کو برگزیدہ کیا اسماعیل کیا اولاد میں سے بنو کنانہ کو برگزیدہ کیا۔بنو کنانہ میں سے قریش کو برگزیدہ کیا۔قریش میں سے بنو ھاشم کو برگزیدہ کیا بنو ہاشم میں سے مجھے ممتاز فرمایا ۔

کنانہ کے چار بیٹے تھے۔نضر، مالک،عبدمناۃ اور ملکان۔ان کی بیوی کا نام برہ بنت مر تھا۔اور کنیت ابوالنضر تھی۔

نضر بن کنانہ:

نضر،نضارۃ سے مشتق ہے جس کے معنی رونق اور تروتازگی کے ہیں۔حسن وجمال کی وجہ سے انھیں نضر کہا جاتا ہے ان کا اصل نام قیس تھا۔(۵۸)نضر بن کنانہ کے دو بیٹے تھے مالک اور یخلد۔بیوی کا نام عاتکہ بنت عدوان تھا۔(۵۹)

ابن ہشام کہتے ہیں کہ نضر ہی کا نام قریش ہے جو شخص نضر کی اولاد میں سے ہوگا وہی قرشی کہلائے گا اور جو نضر کی اولاد میں سے نہیں ہوگا وہ قرشی نہیں کہلائے گا۔(۶۰)

مالک بن نضر:

یہ ملک کا اسم فاعل ہے۔اس کی جمع ملاک یا ملک آتی ہے۔عرب کے بڑے سرداروں میں سے تھے۔بیوی کا نام جندلہ بنت عامر بن الحارث بن مضاض تھا۔بیٹے کا نام فہر اور کنیت ابوالحارث تھی۔(۶۱)

مدائنی کہتے ہیں کہ مالک نے اپنے بیٹے فہر سے کہا:

رب صورۃ تخالف الخبر قد غرت بجمالھا المختبر

قبیح فعالھا فاحذر الصورۃ والطلب الخبر

ولا تدبر اعجاز الامور فتفجر (۶۲)

فہر بن مالک:

فہر کا مطلب ہے الحجارۃ الطوال۔ ان کا نام فہر اور لقب قریش ہے۔ بعض کہتے ہیں قریش نام اور فہر لقب ہے۔ (۶۳) انھی کی اولاد کو قریش کہتے ہیں۔

قریش کی وجہ تسمیہ:

فہر ہی کا لقب قریش ہے۔ قریش ایک سمندری جانور کا نام ہے جو بہت طاقتور ہے اس لیے فہر اور اولاد فہر کو قریش کہا جانے لگا کیوں کہ وہ بھی عرب بھر کے قبائل میں طاقت ور اور عظیم الشان تھے۔ اس بارے میں جمحی شاعر کہتا ہے:

وقُرَیش الّتی یَسکُنُ البَحر بِھا سُمِّیَتْ قُرَیْشُ قُرَیْشا

سلطت بالعلو فی لجۃ البحر علی ساکِنِ الْبُحور جُیُوْشا

یَاکُلُ الْغثَّ والسَّمِینَ لا یَتْرُکُ فیھا الّذی الجَنا حَیْنِ رِیشا

ھٰکَذا فی الأنامِ حی قُریش یاکُلُونَ الأنَام کشِیثا (۶۴)

قریش وہ جانور ہوتا ہے جو سمندر میں رہتا ہے اسی وجہ سے قریش کو قریش کہا جاتا ہے۔ وہ سمندر کی گہرائی میں بسنے والے سارے جانور پر غالب ہوتا ہے۔ وہ کمزور اور موٹی چیز کو کھا جاتا ہے وہ دو پروں والے جانوروں کا ایک پر بھی نہیں چھوڑتا۔ لوگوں میں قریش کی بھی یہی حالت ہے وہ سارے شہروں کو اچھی طرح کھا جائیں گے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قریش کا لفظ تقرش سے ہے، جس کے معنی تجارت کے ہیں۔ اس خاندان کا ذریعہ تکسب تجارت تھا اس لیے اسے قریش کہا جاتا ہے۔

اِنّما سمِّیَتْ قُرَیش قُرَیْشا لاَنّھا کانت تُجّار اَوتَکْسِب وتَتَجِرو تَحتَرِش (۶۵)

غالب، حارث، محارب اور اسد آپ کے بیٹے ہیں ان کی والدہ لیلیٰ بنت سعد بن ہذیل مدرکہ تھی۔ فہر بن مالک کی کنیت ابو غالب ہے۔ (۶۶)

فہر کو جامع قریش بھی کہا جاتا ہے ان کے عہد سیادت میں حسان بن عبد کلال حاکم یمن نے قوم حمیر وغیرہ کو ساتھ لے کر اس

ناپاک کوشش میں مکہ معظمہ پر چڑھائی کی کہ (معاذ اللہ) کعبۃ اللہ کو منہدم کر کے اس کے پتھروں کو یمن لے جائے اور پھر تمام لوگ یمن حج کرنے کے لیے آئیں تو فہر بن مالک بنو اسماعیل کو جمع کر کے مقابلہ کے لیے نکلے اہل مکہ نے نہایت شجاعت و بہادری سے مقابلہ کیا بالآخر اہل یمن کو ہزیمت ہوئی اور حسان کو گرفتار کر لیا گیا بعد میں اس نے فدیہ دے کر رہائی حاصل کر لی لیکن وطن واپس جاتے ہوئے مکہ اور یمن کے درمیان میں، ہی مر گیا۔ (۶۷)

غالب بن فہر:

یہ غلب سے اسم فاعل ہے۔ غالب کے دو بیٹے تھے۔ لوی بن غالب، تیم بن غالب تیم کو الادرم کہا جاتا تھا۔ (۶۸) ان کی کنیت ابو تیم تھی۔

غالب کی زوجہ عاتکہ بنت یخلد بن النضر ہے اس کے علاوہ سلمٰی بنت عمرو بن ربیعہ بن حارثہ کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ (۶۹)

لوئ بن غالب:

لوئ لائی سے نکلا ہے جس کے معنی خوب عیش وعشرت سے گزارنے کے ہیں۔ امام سہیلی نے لکھا ہے کہ اللائی سست روی کو کہتے ہیں یہ عجلت کو چھوڑ دینے کا نام ہے۔ (۷۰) ان کی والدہ ماویۃ بنت کعب بن القین بن جسر ہیں۔ اس کے علاوہ عوف بن لوئ بھی آپ کے بیٹے ہیں ان کی والدہ الاردۃ بنت عوف بن تیم ہیں۔ (۷۱)

بقول ابن ھشام ان کے بیٹے حارث، سعد، اور خزیمہ بھی ہیں۔ ان کی کنیت ابو کعب ہے۔ (۷۲)

کعب بن لوئ:

علو شان اور بلندی جاہ کی وجہ سے آپ کا نام کعب رکھا گیا کیوں کہ عرب ہر بلند و اعلیٰ چیز کو " کعب " کا نام دیتے ہیں۔ امام سہیلی کہتے ہیں: کعب مشکیزہ یا کسی برتن میں جم جانے والے مکھن کے ٹکڑے کو کہا جاتا ہے۔ (۷۳) عرب میں ان پیدائش سے سنہ کا شمار شروع ہوتا ہے۔ یہ سنہ ، واقعہ فیل تقریباً (چار صدیوں تک) جاری رہا۔ یہ نبی کریم ﷺ کے اجداد میں سے ہیں۔ یوم العروبۃ یعنی جمعہ کے دن قریش ان کے پاس آ کر جمع ہوتے اور یہ اپنے خطبے میں لوگوں کو صلہ رحمی، عہد کی پابندی، قرابت داری، محتاجوں اور یتیموں کو صدقہ اور خیرات دینے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ موت کی ہولناکیوں اور قیامت کے حالات یاد دلاتے۔ انھیں رسول اللہ ﷺ کی بعثت کی بشارت دیا کرتے تھے کہ وہ میری اولاد میں سے ہوگا اگر تم ان کا زمانہ پاؤ تو ان کی اطاعت کرنا۔ (۷۴)

نهار وليل كل اوب بحاث سواء علينا ليلها ونهارها
على غفلة يأتي النبي محمد يخبر اخبار صدوقا خبيرها

شب و روز کا جدا جدا آنا ہمارے لیے برابر ہے یہ شب و روز بدل بدل کر آتے ہیں، قوم غافل ہوگی جب حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائیں گے وہ ایسے واقعات کی خبریں دیں گے جن سے آگاہ کرنے والا سچا ہوگا۔ اور وہ اس بات کی بھی خواہش ظاہر کرتے کہ خدا کرے وہ اس زمانہ کو دیکھ لیں جب حضور ﷺ لوگوں کو اپنے دین کی طرف دعوت دیں گے۔

یا لیتنی شاهد فحواء دعوته حین العشیرة تنفی الحق خذلانا(۷۵)

کاش میں بھی ان کے اعلان دعوت کے وقت حاضر ہوتا جس وقت ان کا خاندان ان کی اعانت سے دست کش ہوگا

کعب بن لوئ کے تین بیٹے تھے۔ مرۃ، عدی اور ہصیص ۔ ان کی کنیت ابو ہصیص تھی۔ مرہ اور کعب کی والدہ کا نام وحشیۃ بنت شیبان اور عدی کی والدہ کا نام حبیبۃ بنت بجالہ ہے۔(۷۶)

مرّۃ بن کعب:

مرۃ کے معنی تلخ کے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

{وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ} (۷۷)

(اور قیامت بڑی خوف ناک اور تلخ ہے)

جو شخص شجاع اور بہادر ہوتا تھا عرب اس کو مرۃ کہا کرتے تھے کہ یہ شخص اپنے دشمنوں کے لیے بہت تلخ ہے(۷۸) جیسے اللہ تعالیٰ کا قول ہے "ذو مرّۃ"(۷۹) یعنی "ذو قوۃ"

مرۃ کی زوجہ کا نام ہند بنت سریر تھا۔ ان کے تین بیٹے کلاب، تیم اور یقظہ تھے، کنیت ابو یقظہ تھی(۸۰)

کلاب بن مرۃ:

کلاب، کلب کی جمع ہے۔ کلاب کو شکار کا بہت شوق تھا۔ وہ شکاری کتے جمع رکھتے اور انھیں لے کر شکار پر جایا کرتے تھے اسی وجہ سے ان کا نام کلاب پڑ گیا۔

عربوں کی عادت تھی کہ وہ اپنے لڑکوں کے لیے کلب، ذئب اور اپنے غلاموں کے مرزوق اور رباح جیسے عمدہ نام تجویز کرتے اور اس کی وجہ وہ یہ بتاتے ہیں کہ بیٹوں کے نام دشمنوں کے لیے اور غلاموں کے نام اپنے لیے رکھتے ہیں یعنی غلام تو خدمت کے لیے ہیں اور اولاد دشمنوں سے سینہ سپر ہو کر جنگ کرتی ہے تاکہ دشمن اس قسم کے نام سنتے ہی مرعوب ہو جائیں۔(۸۱)

ان کا نام حکیم اور کنیت ابو زھرہ تھی۔ ان ک دو بیٹے قصیٰ اور زہرہ تھے ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت سعد بن سیل تھی۔

ایک شاعر ان کی مدح میں کہتا ہے:

حکیم ابن مرۃ ساد الوری ببذل النوال وکف الاذیٰ
اباح العشیرۃ افضالہ وجنبھا طارقات الردیٰ (۸۲)

حکیم بن مرۃ دنیا کا سردار عطیات دے کر اور تکلیف دور کر کے بنا اور اسکے خاندان اسکی فضیلتوں کا اعتراف کرتا ہے اور اسکے خاندان والے کم ظرفوں سے دور رہنے والے تھے۔

قصی بن کلاب:

یہ قصا یقصوا سے مشتق ہے امام سہیلی کے نزدیک یہ قصی کی تصغیر ہے۔ (۸۳)

قصی (۸۴) کا اصل نام زید ہے۔ ابھی ے چھوٹے ہی تھے کہ والدہ کا انتقال ہوگیا اور والدہ نے ربیعہ بن خرام الخذری سے دوسرا نکاح کر لیا اس طرح آپ اپنی والدہ کے ساتھ شام چلے گئے وہیں ماں کے پاس پرورش پائی جب جوان ہوئے تو مکہ آ گئے ان دنوں مکہ پر بنو خزاعہ کی حکومت تھی۔ سردار مکہ حلیل نے اپنی بیٹی حبی کی شادی قصی سے کر دی اور جہیز میں تولیت بیت اللہ کا حق بیٹی کو دیا اور غبشان نے حق وکالت قصی کے پاس شراب کے ایک مشکیزے کے بدلے فروخت کر دیا اس طرح قصی کا قبضہ بیت اللہ پر ہوا۔ بنو خزاعہ کے جتنے آدمی مارے گئے تاہم یعمر بن عوف کو منصف بنایا گیا اس نے فیصلہ کیا کہ

بنو خزاعہ کے جتنے آدمی مارے گئے ہیں قصی ان کا خون بہا ادا کرے۔

بنو خزاعہ حکومت چھوڑ کر مکہ سے باہر چلے جائیں اور حکومت قصی کرے۔

اس طرح بنو خزاعہ کو حکومت سے دست بردار ہونا پڑا اور قصی نے شہر مکہ میں حکومت قائم کی ایسی حکومت جس کی وجہ سے اس کی قوم نے اس کی اطاعت کی۔ (۸۵) اس جنگ میں رزاح (۸۶) نے قصی کی مدد کی جس کا اظہار قصی نے اپنے اشعار میں کیا ہے:

الیٰ البطحاء قد علمت معد ومرو تھا رضیت بھا رضیت
فلست لغالب ان لم تاثل بھا اولاد قیذر والنبیت
رزاح ناصری وبہ اسامی فلست اخاف ضیما ما حییت (۸۷)

وادی بطحا تک بنی معد نے مجھے خوب جان لیا ہے اور کوہ مروہ سے میں بہت راضی ہوں اگر قیذر اور نبیت (بنو اسماعیل) کی اولاد یہاں مقیم نہ ہوئی تو مجھے غلبہ کیوں کر حاصل ہوتا۔ میری امداد کرنے والا رزاح ہے اور اسی پر میں فخر کرتا ہوں جب تک میں زندہ ہوں کسی بے انصافی سے نہیں ڈرتا۔

امام سہیلی کہتے ہیں قصی لوگوں کو حوضوں سے پانی پلاتے تھے۔ میمون اور دیگر کنوؤں کا پانی ان میں لایا جاتا تھا یہ عجول کنواں کھودنے سے پہلے کی بات ہے۔ بلاذری لکھتے ہیں کہ قریش قصی سے پہلے اس کنویں کا پانی پیتے تھے۔ قصی نے ایک کنواں کھودا جسے عجول کہا جاتا

تھا۔ یہ پہلا کنواں تھا جسے قریش نے مکہ مکرمہ میں کھودا تھا اسی کے بارے میں رجاز الحاج کہتا ہے:

نروی من العجول ثم ننطلق　　ان قصیاقدونی وقد صدق
بالشبع للناس وری معتبق (۸۸)

ہم پہلے عجول کا پانی پیتے تھے، پھر ہم چلے گئے۔ قصی ایک باوفا سچے انسان تھے لوگ اس کنویں سے سیر ہوتے تھے اور شام کے وقت خوب سیراب ہوتے تھے۔

انھوں نے اپنی قوم کو جمع کیا اس لیے انھیں مجمع بھی کہتے تھے۔

وابوکم قصی کان یدعی مجمعا　　به جمع الله القبائل من فهر
وانتم بنو زید وزید ابوکم　　به زیدت البطحاء فخرا علی فخر (۸۹)

تمھارا باپ قصی جو مجمع کے نام سے مشہور تھا اسی کے ذریعے اللہ تعالی نے بنی فہر کے تمام قبیلوں کو متحد کر دیا۔ تم بنو زید ہو زید ہی تمھارا باپ ہے بطحا نے ان کے ذریعے فخر پر فخر حاصل کر لیا۔

قصیٰ کے چار بیٹے تھے۔ عبدالدار، عبدمناف، عبدالعزی، عبدابن قصی

لیکن قصیٰ کی وفات کے بعد قریش کی سیادت عبدمناف نے سنبھالی۔ قصیٰ نے اپنے تمام مناصب اور اعزازات کی وصیت عبدالدار کے لیے کر دی چوں کہ کسی کام میں قصیٰ کی مخالفت نہیں کی جاتی تھی اور نہ ہی اس کی کوئی بات مسترد کی جاتی تھی اس لیے اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں نے بغیر کسی نزاع کے یہ وصیت جاری رکھی۔ (۹۰)

عبدمناف بن قصی:

امام سہیلی لکھتے ہیں کہ مناف، ناف ینوف سے مفعل کے وزن پر ہے اس کا معنی ہے بلند ہونا۔ اسم صنم لهم فی الجاهلیة من ناف ینوف اذا ارتفع و علا۔ (۹۱)

ان کا اصلی نام مغیرہ تھا ان کی والدہ نے انھیں تعظیماً مناف کے سپرد کر دیا تھا۔ مناف مکے کے بڑے بتوں میں سے تھا لہٰذا عبدمناف نام ان پر غالب آ گیا۔ ان کے حسن و جمال کی وجہ سے انھیں قمر البطحاء بھی کہا جاتا تھا۔ ان کے چہرے پر نورِ نبی چمک رہا ہوتا تھا وہ قریش کو خدا ترسی اور حق شناسی کی نصیحت کیا کرتے تھے۔ ان کی بیوی کا نام عاتکہ بنت مرہ بن ہلال تھا۔ (۹۲) عبدمناف بے حد فیاض اور سخی انسان تھے والد کی وفات کے بعد ان کی سخاوت اور سیاست کی وجہ سے ان کی سرداری مستحکم ہو گئی تھی۔

عبداللہ بن الزبعری کہتا ہے:

کانت قریش بیضة فتلقت　　فالمح خالصها لعبد مناف (۹۳)

قریش تو ایک انڈے کی طرح تھے جو ٹوٹ گیا اور اب خالص زردی عبد مناف کے لیے ہے۔

مطرود بن کعب الخزاعی عبد مناف کی تعریف میں یوں رطب اللسان ہے:

اخلصهم عبد مناف فهم　　من لوم من لام بمنجاة
ان المغيرات وابنائو ها　　من خير احياء واموات(۹۴)

ان سب کا خلاصہ اور ان سب میں ممتاز ہستی تو عبد مناف کی ہے لیکن وہ سب کے سب ملامت گروں کی ملامتوں سے بالکل الگ تھلگ ہیں۔ بنی مغیرہ اور اس کے قبیلے کے لڑکے زندوں اور مردوں میں بہترین ہیں۔

عہد نبوی ﷺ میں ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ کے سامنے عبد مناف کی شان میں کہے گئے قصیدے کے یہ اشعار سنائے جن کو سن کر حضور ﷺ نے تبسم فرمایا اور مسرور ہوئے۔ ان اشعار میں عبد مناف والوں کی سخاوت کا پتا چلتا ہے کہ وہ کس قدر خدا ترس اور سخی تھے۔

يايها الرجل المحول رحله　　هلا نزلت بال عبد مناف
هبلتك امك لو نزلت برحلهم　　منعوك من عدم ومن اقراف
والخالطون فقيرهم بغنيهم　　حتى يعود فقيرهم كالكافى(۹۵)

او گٹھڑی اٹھا کر جانے والے تو عبد مناف کے ہاں کیوں نہ جا اترا اگر وہاں چلا جاتا تو ناداری اور تنگ دستی کو دور کر دیتے وہ تو امیر و غریب کے ساتھ یکساں سلوک کرتے ہیں اور فقیر کو مستغنیٰ بنا دیتے ہیں۔

ہاشم بن عبد مناف:

ہاشم بن عبد مناف حضور ﷺ کے اجداد میں سے تھے ان کا اصلی نام عمرو تھا۔ اپنے والد کے بعد یہی مکہ کے والی تھے۔ عبد مناف کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں کا مناصب کے سلسلے میں اپنے چچازاد بھائیوں یعنی عبد الدار کی اولاد سے جھگڑا ہوا جس کے نتیجے میں قریش دو گروہوں میں بٹ گئے۔ قریب تھا کہ جنگ ہو جاتی مگر پھر انھوں نے صلح و صفائی کے ساتھ ان مناصب کو باہم تقسیم کر لیا سقایہ اور رفادہ کے مناصب بنو عبد مناف کو دیے گئے اور دار الندوہ کی سربراہی، لواء اور حجابت کے مناصب بنو عبد الدار کے حصے میں آئے۔ ان اعزازات کا ذکر حضرت حسان ثابت کے ان اشعار میں ملتا ہے۔

كانت قريش بيضة فتفلقت　　فالمح خاصه لعبد الدار(۹۶)

ومناة ربى خضهم بكرامة　　حجاب بيت الله ذى الاستار
اهل المكارم والعلىٰ وندواة　　نادى واهل لطيمة الجبار
ولوى قريش فى المشاهد كلها　　وبنجدة عند القنا الخطار(۹۷)

قریش ایک انڈے کی صورت میں تھے جب وہ انڈا ٹوٹا تو بنو عبدالدار اس کی سفیدی کی طرح عیاں ہوئے، پروردگار نے انھیں اپنے پردے والے، ندوہ والے اور خوش بو کے حامل اونٹ والے ہیں۔ قریش کا جھنڈا بھی تمام جنگوں میں انھی کے پاس رہا ہے۔ پھر بنو عبد مناف نے اپنے حاصل شدہ مناصب کے لیے قرعہ ڈالا تو قرعہ ہاشم بن مناف کے نام نکلا، لہذا ہاشم ہی نے اپنی پوری زندگی میں سقایہ اور رفادہ کا کام انجام دیا۔

ہاشم اپنے اچھے اخلاق، بزرگ خصلتوں، کمال شجاعت، کثیر سخاوت، غایت درجہ کی فصاحت اور دیگر صفات فاضلہ کی وجہ سے اپنی قوم کے سردار بنے۔ ایسی صفات جن کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا تھا۔ ان کے چہرے میں رسول اللہ ﷺ کا نور چمکتا تھا جو شخص بھی ان کو دیکھ لیتا ان کی دست بوسی کرتا۔ ان کی سخاوت ضرب المثل تھی اور یہ پہلے شخص تھے جنھوں نے قریش کے لیے دوسفروں کا طریقہ جاری کیا۔

سنت الیہ الرحلتان کلاھما   سفر الشتاء ورحلة الاصیاف (۹۸)

اس کی طرف دو سفر رائج کیے گئے ایک موسم سرما کا ایک موسم گرما کا

ھاشم کی وفات پر ان کی بیٹی خالدہ بنت ہاشم نے مرثیہ کہا:

بکر النعی بخیر من وطی الحصی   ذی المکرمات وذی الفعال الفاضل
بالسید الثمر السید ذی النھی   ماضی العزیمة غیر نکس داخل
زین العشیرة کلھا وربیعھا   فی الطبقات و فی الزمان الملحل
ان المھذب من لوی کلھا   بالشام بین سفائح وجنادل
فابکی علیه ما بقیت بعونة   فلقدر ذئت اخاندی وفواضل
ولقد رذئت قریع فھر کلھا   ورئیسھا فی کل امر شامل (۹۹)

پیغام گوئی مرگ نے سویرے ہی ایسے شخص کی موت کی خبر سنائی جو زمین پر چلنے والوں میں سب سے اچھا ذی مکرم صاحب افعال بزرگ تھا جو سردار تھا، وسیع الاخلاق کریم تھا، شریف وسخی، شجاع ومتواضع تھا، دانش مند تھا، نافذ العزم تھا، ضعیف الرائے پیر فرتوت نہ تھا اور نہ سفلہ وکمینہ پست ہمت آدمی تھا۔ متواتر خشک سالی وقحط کے زمانے وہ تمام خاندان کی زینت ورونق اور بہار کا باعث تھا۔ تمام خاندان کوی کا مھذب ترین، ملک شام میں اس وقت آغشتہ سنگ وخاک ہے۔ تو جب تک زندہ ہے اس پر زار زار روتی رہ، اس لیے کہ تجھے ایسے بزرگ کی مصیبت اٹھانی پڑی جو صاحب فیض وعظمت تھا۔ تجھے ایسے شخص کی مصیبت اٹھانی پڑی ہے جو تمام قبیلہ فہر کا سردار تھا اور ہر ایک امر عام وشامل میں سب کا رئیس مانا جاتا تھا۔

شفاء بنت ھاشم نے بھی ان کا مرثیہ لکھا ہے جس میں ان کی صفات عالیہ کا تذکرہ کیا ہے۔:

عین جودی بعبرة منجوم   واسفحی الدمع للجواد الکریم

هاشم الخير ذی الجالة   والمجد وذی الباع والندیٰ ولاصميم
عين واستعبری وسحی وجهی   لابيک المسود المعلوم
وربيع للمجتدين وحرز   ولزاز لكل ام عظيم
شمری نماه للعز صقر   شافح البيت من سراة الاديم
شيظمی مهذب ذی فضول   اريحی مثل القناة وسيم
خالبی سميدع احوذی   باسق المجد مضر حی حليم
صادق الناس فی المواطن شهم   ماجد الجد نكس ذميم(١٠٠)

اے آنکھ اشک بار ہو اور اس فیاض و کریم بزرگ کے لیے آنسو بہا۔ خیر و خوبی والے ہاشم کے لیے جو صاحب جاہ و جلال و عظمت تھا۔ صاحب قوت، حوصلہ مند، فیاض اور خالص و مخلص آدمی تھا۔ اے آنکھ اپنے باپ کے لیے رو اور خوب رو اور روتی رہ جو مشہور سردار قوم تھا۔ جو حاجت مندوں کے حق میں بہار تھا اور ہر ایک بڑے سے بڑے کام کے لیے تعویذ یا سبب حفظ و امن تھا اور دروازہ مفاسد کو بند رکھنے والا رستہ تھا۔ تجربہ کار نافذ العزم شہباز کہ عزت ہی کے لیے اس کا نشوونما ہوا تھا اور اشراف روئے زمین کے گھرانوں میں اس کا گھر سب سے پرانا اور شریف تھا۔ تنومند بلند بالا فصیح و بلیغ شیر مود، مہذب، صاحب فضائل سردار قوم جو خوش شکل و خوش منظر بھی تھا۔ سردار، غالب الاطوار، حاذق و قہار جس کا شجرہ مجد و کرم تناور تھا۔ اور جو خود ایک فیاض و بردبار سر کردہ سالار تھا معرکوں میں راست باز، بہادر و بزرگ آدمی جو سفلہ و ضعیف و پست ہمت بھی نہ تھا اور نہ بری خصلتوں کا مالک تھا۔

ان سب اشعار سے ان کے بلند رتبے اور اخلاق عالیہ کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

عبدالمطلب بن ھاشم:

ھاشم کے انتقال کے بعد قریش کی سیادت حضرت عبدالمطلب کے حصے میں آئی حضرت عبدالمطلب حضور ﷺ کے دادا اور قریش کے حاکموں میں سے تھے۔ آپ کا نام عامر اور لقب شیبہ تھا۔ آپ کو شیبہ اس لیے کہا جاتا ہے کیوں کہ آپ کے سر میں سفید بال تھے۔ اور عبدالمطلب کی وجہ تسمیہ کچھ یوں ہے۔

جب ھاشم تجارت کی غرض سے ملک شام گئے تو رستے میں جب مدینہ پہنچے تو وہاں قبیلہ بنو نجار کی ایک خاتون سلمیٰ بنت عمرو سے شادی کر لی۔ کچھ دن وہیں ٹھہرے پھر بیوی کو وہیں چھوڑ کر ملک شام روانہ ہو گئے۔ وہاں جا کر فلسطین کے شہر غزہ میں ان کا انتقال ہو گیا ادھر سلمیٰ کے بطن سے بچہ پیدا ہوا جس کا نام اس نے شیبہ رکھا۔ یہی بچہ آگے چل کر عبدالمطلب کے نام سے مشہور ہوا جب شیبہ کی عمر

دس بارہ سال کی ہوئی تو مطلب کو ایک راہ گیر نے بتایا کہ میں نے ایک نو عمر لڑکا دیکھا ہے جو اپنے دوسرے ہم عمروں کے ساتھ تیر اندازی کی مشق کر رہا تھا جب اس کا تیر نشانے پر لگ جاتا تو وہ فخریہ انداز میں کہتا میں ھاشم کا بیٹا ہوں۔ یہ سن کر مطلب مکہ سے مدینہ آئے اور ان کی والدہ کی اجازت لے کر انھیں اپنے اونٹ پر بٹھا کر مکہ لے آئے۔ مکہ والوں نے دیکھا تو کہا یہ عبدالمطلب ہے یعنی مطلب کا غلام۔ تب سے ان کا نام عبدالمطلب مشہور ہو گیا۔ اس موقعہ پر مطلب نے یہ شعر بھی کہا:

عَرَفْتُ شَيْبَةَ وَالنَّجَّارُ قَدْ جَعَلَتْ   أَبْنَاؤُهَا حَوْلَهُ بِالنَّبْلِ تَنْتَصِلُ (۱۰۱)

جب بنونجار کے لڑکے اس کے گرد کھڑے تیر اندازی کر رہے تھے میں نے شیبہ کو شناخت کر لیا۔

شیبہ نے مطلب کے پاس پرورش پائی اور جوان ہوئے مطلب کی وفات کے بعد ان کے چھوڑے ہوئے مناصب عبدالمطلب کو حاصل ہوئے۔ (۱۰۲)

عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا کہ انھیں زم زم کا کنواں کھودنے کا حکم دیا جا رہا ہے بیدار ہونے کے بعد انھوں نے کھدائی شروع کی تو قریش نے عبدالمطلب سے جھگڑنا شروع کر دیا اور مطالبہ کیا کہ ہمیں بھی کھدائی میں شریک کرو لیکن عبدالمطلب نے انکار کر دیا اور کہا یہ چیز تو ایسی ہے جس سے مجھے ممتاز کیا گیا لیکن راستے میں اللہ تعالیٰ نے ایسی علامات دکھائیں کو وہ سمجھ گئے کہ زم زم کا کام اللہ کی طرف سے عبدالمطلب کے لیے مخصوص ہے اس سلسلے میں مناقر بن ابی عمرو نے سقایہ ورفادہ کی تولیت اور انتظام اور زم زم کے ظہور پر فخر کرتے ہوئے کہا ہے:

ورثنا المجد من آبا ئنا ففی بنا صعدا
الم تسق الحجیج و ننحر الدلافة الرفدا
وزم زم فی أرومتنا ونفقا عین من حسدا (۱۰۳)

ہم نے اپنے بزرگوں سے ورثے میں پائی ہے اور ہمارے پاس آ کر اس بزرگی کی بلندی اور زیادہ ہو گئی ہے۔ کیا ہم حجاج کو پانی نہیں پلاتے رہے؟ کیا ہم موٹی تازی، بہت دودھ دینے والی اونٹنیاں ذبح نہیں کرتے رہے۔ اور زم زم کی تولیت ہمارے ہی بزرگوں میں رہی ہے جو شخص ہم سے حسد کرے اس کی آنکھ پھوڑ ڈالیں گے۔

أولادُ شيبةَ أهل المجد قد علمت   عُليا معدّاذا ما هُزهُزَ الورعُ
وشيخهم خير شيخ لستَ تبلغه   انّی و ليس به سخف ولا طبع (۱۰۴)

حضرت شیبہ کی اولاد بزرگی والی ہے معد کی رفعت جانتی ہے جب تقویٰ حرکت دیتا ہے۔ ان کا بزرگ بہترین بزرگ ہے تو ان تک کیسے پہنچ سکتا ہے ان میں نہ بدشگونی ہے نہ لالچ ہے۔

ایک کاہن نے آپ کی مدح میں کچھ یوں کہا:

امّا ورب القُلُص الرواسم   یحملن أزوالَ ابقِیٍ طاسم
انّ سناء المجد والمحارم   فی شیبة الحمد سلیل هاشم
ابی النبی المرتضی للعالم(۱۰۵)

ان اونٹنیوں کے رب کی قسم جو چلتے وقت زمین پر نشانات ڈالتی ہیں جو طاسم قبیلہ کے بہادروں کو اٹھاتی ہیں، بزرگی اور اخلاق کی روشنی شیبۃ الحمد میں ہے جو ہاشم کے فرزند ہیں وہ اس نبی مرتضی کے دادا ہیں جو ساری دنیا کے لیے تشریف لائیں گے۔

پھر اس نے کہا:

ان بنی النضر کرامُ ساده   من مُضر الحمراء فی القلاده
اهل سَناء وملوکٌ قاده   مزارهم بأرضهم عباده
انّ مقالی فاعلموا شهاده(۱۰۶)

بنو نضر کریم اور سردار ہیں مضر الحمرا بھی اسی نسل سے ہیں وہ نورانی چہروں والے بادشاہ اور قائد ہیں ان کی زمین میں ان کی زیارت کرنا عبادت ہے میرا یہ قول گواہ ہے خوب جان لو۔

حذیفہ بن غانم، عبدالمطلب بن ھاشم کی مدح کرتے ہوئے کہتا ہے:

وساقی الحجیج ثم للخبز هاشمُ   وعبد مناف ذلک السید الفهری
طوی زمزما عند المقام فاصبحت   سقایته فخرا علیٰ کل ذی فخر(۱۰۷)

عبد مناف بنی فھر کا سردار حجاج کو پانی پلانے والا اور روٹی کو چورنے والا ہے اس نے زم زم کو مقام ابراھیم کے پاس پتھروں سے بنایا تو اس کا یہ کنواں ہر فخر کے قابل شخص پر فخر کرنے کے قابل ہو گیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہی موقع تھا جب عبدالمطلب نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے انھیں دس بیٹے دیے اور وہ سب کے سب اس عمر کو پہنچے کہ ان کا بچاؤ کر سکیں تو وہ ایک لڑکے کو کعبہ کے پاس قربان کر دیں گے۔

عبدالمطلب بہت حسین و جمیل سمجھدار اور فیاض انسان تھے جود و کرم میں اپنے باپ ہاشم سے بھی زیادہ سخی تھے سخاوت کی وجہ سے انھیں فیاض کہا جاتا تھا۔ آپ بہت زیادہ مہمان نواز بھی تھے آپ کی مہمان نوازی نہ صرف مہمانوں کے لیے تھی بلکہ چرند پرند تک پہنچ چکی تھی اس لیے انھیں مطعم طیر السماء (آسمان کے پرندوں کو کھانا کھلانے والا) کہا جاتا ہے۔ قریش کے حلیم الطبع انسانوں اور داناؤں میں سے تھے۔ ان تمام خوبیوں کا اظہار ان کی بیٹیوں نے اپنے اشعار میں کیا ہے:

صفیہ بنت عبدالمطلب کے اشعار

ارقت لصوت نائحة بليل	على رجل بقارعه الصعيد
علىٰ رجل كريم غير وغل	له الفضل المبين علىٰ العبيد
علىٰ الفياض شيبة ذى المعالى	ابيک الخير وارث كل جود
صدوق فى المواطن غير نكس	ولا شخت المقام ولا سنيد
طويل الباد اروع شيظمى	مطاع فى عشيرته حميد
رفيع البيت ابلج ذى فضول	وغيث الناس فى الزمن الحرود
كريم الجد ليس بذى وصوم	يروق علىٰ المسود والمسود
عظيم الحلم من لفر كرام	خضارمة ملاوثة الاسود
فلو خلد امرئو لقديم مجد	ولكن لاسبيل الىٰ الخلود
لكان مخلدا اخرىٰ الليالى	لفضل المجد والحسب التليد(۱۰۸)

رات میں ایک رونے والی کی آواز سے میری نیند اچٹ گئی جو ایک بالکل راستے پر کھڑے ہوئے شخص پر رو رہی تھی اس شریف شخص پر جو دوسروں کے نسب میں ملنے کا جھوٹا دعوے دار نہ تھا جسے بندگان خدا پر نمایاں فضیلت حاصل تھی شیبہ پر جو بڑا فیاض اور بلند مرتبے والا تھا، اپنے اچھے باپ پر جو ہر قسم کی سخاوت والا تھا۔ اس پر جو جنگ کے میدانوں میں خوب لڑنے والا، اپنے ہمسروں سے کسی بات میں پیچھے نہ رہنے والا، نہ کم رتبہ اور نہ دوسروں کے نسب میں مل جانے والا تھا۔ اس پر جو بہت ہی کشادہ دست عجیب حسن وشجاعت والا، بھاری بھر کم گھرانے کا قابل تعریف سردار تھا۔ اس پر جو عالی خاندان، روشن چہرہ، قسم قسم کے فضائل والا اور قحط سالی میں لوگوں کا فریاد رس تھا۔ اس پر جو اعلیٰ شان والا، ننگ وعار سے بری، سرداروں اور خادموں پر فضل وانعام کرنے والا تھا اس پر جو بڑے علم والا اور سخی لوگوں کا ایک فرد، دوسروں کے بوجھ اٹھانے والا، سردار شیروں کے لیے پشت پناہ تھا۔ اگر کوئی شخص اپنی دیرینہ عزت وشان کے سبب ہمیشہ رہ سکتا۔ تو ضرور وہ اپنی فضیلت وشان اور دیرینہ خاندانی وقار کے سبب زمانے کی انتہا تک رہتا۔ لیکن بقا کی طرف تو کوئی راستہ ہی نہیں۔

برہ بنت عبدالمطلب کے اشعار

اعينى جودابد مع درر	على طيب الخيم والمعتصر

علی ما جد الجد واری الزناد جمیل المحیا عظیم الخطر
علی شیبة الحمد ذی المکرمات وذی المجد والعز والمفتخر
وذی الحلم والفضل فی النائبات کثیر المکارم جم الفجر
له فضل مجد علی قومه منیر یلوح کضوء القمر
اتته المنایا فلم تشوه بصرف اللیالی وریب القدر(۱۰۹)

اے میری آنکھو! نیک سیرت اور سخی پر موتیوں جیسے آنسوؤں سے سخاوت کرو۔ اعلیٰ شان والے پر لوگوں کی ضرورتیں پوری کرنے والے پر، حسین چہرے اور بڑے رتبے والے پر۔ بزرگیوں والے قابل ستائش شیبہ پر ،عزت وشان والے اور افتخار والے پر آفات میں فضل وعطا وحلم کرنے والے پر، بہت خوبیوں والے بڑے سخی مال دار پر۔ اپنی قوم پر اسے بڑی فضیلت حاصل تھی۔ وہ ایسا نور والا تھا کہ چاند کی روشنی کی طرح چمکتا رہتا تھا۔ زمانے کی گردشوں اور مکروہات تقدیر کو لیے ہوئے موتیں ان کے پاس آئیں اور اس پر اچٹتی ہوئی ضرب نہیں (بلکہ) کاری وار کیا۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب کے اشعار

اعینی والسخرطا واسج علیٰ رجل غیر نکس کهام
علی الحجفل الغمر فی النائبات کریم المساعی وفی الذمام
علی شیبة الحمد واری الزناد وذی مصدق بعد ثبت المقام
وسیف لدی الحرب صمصا مة ومردی المخاصم عند الخصام
وسهل الخلیقة طلق الیدین وفی عد ملی صمیم لهام
تبنک فی باذخ بیته رفیع الذئوابة صعب المرام(۱۱۰)

اس پر جو جنگ کے وقت ختم نہ ہونے والی تلوار اور جھگڑے کے وقت دشمن کو ہلاک کرنے والا تھا اے میری آنکھو! خوب جم کر رولو اور ایسے شخص پر آنسو بہاؤ جو نہ پیچھے رہنے والا تھا اور نہ کمزور۔ بزرگ سردار پر، آفات میں اپنے احسانات میں ڈبو لینے والے پر، بزرگانہ کوششوں والے پر، ذمہ داری کو پورا کرنے والے پر۔ مہمان نواز قابل ستائش شیبہ پر اور (اپنے) مقام پر جمے رہ کر سخت حملہ کرنے والے پر۔ اس پر جو جنگ کے وقت ختم نہ ہونے والی تلوار اور جھگڑے کے وقت دشمن کو ہلاک کرنے والا تھا۔ نرم سیرت والے کشادہ ہاتھوں والے وفادار سخت پختہ ارادے والے کثیر الخیر شخص پر۔ اس پر جس کے گھر کی اساس علوشان پر مستحکم

تھی، بلند طرے والے، اعلیٰ مقاصد والے پر۔

ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب کے اشعار

الا یا عین جودی واستھلی وبکی ذاالندی والمکومات
الا یا عین عیحک اسعفینی بدمع من دموع ھاطلات
وبکی خیر من رکب المطایا اباک الخیر تیار الفرات
طویل الباع شیبة ذاالمعالی کریم الخیم محمود الھبات
وصولا للقرابة ھبرزیا وغیثا فی السنین المحلات
ولیثا حین تشتجرا العوالی تروق له عیون الناظرات
عقیل بنی کنانه والمرجی اذا ما الدھمر اقبل بالھنات
ومفز عھا اذا ھاج ھیج بداھیة وخصم المعضلات(۱۱۱)

ہاں اے آنکھ! سخاوت اور آہ وفغاں کر اور بزرگیوں والے اور سخاوت والے پر رو۔ ہاں، اے کم بخت آنکھ! لگا تار برستے والے آنسوؤں سے میری امداد کر۔ سواریوں پر سوار ہونے والوں میں، جو سب سے اچھا تھا، اس پر آہ وفغاں کر۔ اپنے اچھے باپ پر، جو میٹھے پانی کا موج زن دریا تھا۔ شیبہ پر، جو بڑا سخی اور بلند رتبوں والا، نیک سیرت، سخاوت میں قابل مدح وستائش تھا۔ صلہ رحمی کرنے والے پر، اس پر جس کے چہرے سے شرافت و جمال ظاہر ہوتا تھا، جو قحط سالیوں میں برستا ہوا بادل تھا۔ جو نیزوں کے ایک دوسرے سے مل کر جھاڑی کی طرح بن جانے کے وقت شیر تھا۔ جس کے لیے دیکھنے والوں کی آنکھیں بہ جاتی ہیں۔ جو بنی کنانہ کا سردار تھا اور زمانے کے اقسام کی آفتیں سر پر پڑنے کے وقت امیدواروں کا آسرا تھا۔ جب کوئی سخت آفت آتی تو اس کے خوف کو وہ دور کر دینے والا اور مشکلات کا مقابلہ کرنے والا تھا۔

امیمہ بنت عبدالمطلب کے اشعار:

الا ھلک الراعی العشیرة ذاالفقد وساقی الحجیج والحامی عن المجد
امن یئو لف الضیف الغریب بیوته اذا ما سماء الناس تبخل بالرعد
کسبت ولیداخیر مایکسب الفتی فلم تنفکک تزداد یا شیبة الحمد
ابو الحارث الفیاض خلی مکانه فلا تبعد ن فکل حی الی بعد
فانی لباک ما بقیت ، ومر جع وکان له اھلا لما کان من وجدی

سقاک ولی الناس فی القبر ممطرا　　فسوف ابکیه وان کان فی اللحد
فقد کان زینا للعشیرة کلها　　وکان حمیدا حیثما کان من حمد(۱۱۲)

سن لو کہ خاندان کا محافظ، خاندان والوں کو ڈھونڈ نکالنے والا، حاجیوں کا ساقی، عزت وشان کی حمایت کرنے والا چل بسا۔ جس کا گھر مسافر مہمانوں کو اس وقت جمع کر لیتا تھا، جب لوگوں کا آسمان گرج کے باوجود بخل بھی کرتا تھا۔ جو خوبیاں ایک جوان مرد حاصل کیا کرتا ہے، اے قابل ستائش شیبہ! تو نے ان خوبیوں کی بہترین صفتیں کم سنی ہی میں حاصل کر لیں اور ان میں تو ہمیشہ ترقی کرتا رہا۔ ایک فیاض شیر نے اپنی جگہ خالی کر دی، پس تو (اسے اپنے دل سے) دور نہ کر ہر زندہ دور ہونے والا ہے۔ میں تو جب تک رہوں گی، آبدیدہ وغمگین ہی رہوں گی اور میری محبت کے لحاظ سے وہ اسی کا سزاوار تھا۔ قبر میں تمام لوگوں کی سرپرستی کرنے والا (خدا) تجھے (اپنی رحمت کی) بارش سے سیراب رکھے میں تو اس پر روتی ہی رہوں گی، اگرچہ وہ قبر ہی میں رہے۔ وہ اپنے پورے گھرانے کی زینت تھا اور جہاں کہیں جو تعریف بھی ہو وہ اس تعریف کا سزاوار تھا۔

اروی بنت عبدالمطلب کے اشعار

بکت عینی وحق لها البکاء　　علی سمح سجیته الحیاء
علی سهل الخلیقة ابطحی　　کریم الخیم نیته العلاء
علی الفیاض شیبةذی المعالی　　ابیک الخیر لیس له کفاء
طویل الباع املس شیظمی　　اغر کان غرته ضیاء
اقب الکشح اروع ذی فضول　　له المجد المقدم والثناء
ابی الضیم ابلج هبر زی　　قدیم المجد لیس به خفاء
ومعقل مالک و ربیع فهر　　وفاصلها اذا التمس القضاء
وکان هو الفتی کرما وجودا　　وباسا حین تنسکب الدماء
اذا هاب لاکماة الموت حتی　　کان قلوب اکثرهم هواء(۱۱۳)

میری آنکھ ایک سرتاپا سخاوت اور حیا شعار پر روتی ہے اور اس آنکھ کے لیے رونا ہی سزاوار ہے۔ نرم خو، وادیء بطحاء کے رہنے والے، بزرگانہ سیرت والے پر جس کی نیت عروج حاصل کرنے کی تھی۔ بلند رتبوں والے فیاض شیبہ پر، جو تیرا بہترین باپ تھا۔ جس کا کوئی ہمسر نہیں۔ کشادہ اور نرم ہاتھ والے بھاری بھر کم سفید پیشانی والے پر، جس کی سفیدی ایسی تھی، گویا ایک روشنی ہے۔ پتلی کمر والے، عجیب حسن وشجاعت والے، بہت سی

فضیلتوں والے پر، جو قدیم سے عزت و بزرگی اور مدح وثنا کا مالک ہے۔ ظلم کی برداشت نہ کرنے والے، روشن چہرے والے پر، جس کے چہرے سے شرافت اور جمال ظاہر ہوتا تھا، جس کی بزرگی اور شرافت قدیم ہے جس میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں۔ جو بنی مالک کے لیے پناہ کی جگہ اور بنی فہر کے لیے بہار کی بارش تھا۔ جب جھگڑوں کے فیصلے کے لیے تلاش ہوتی تو وہی ان میں فیصلہ کرنے والا ہوتا تھا۔ جود وسخا میں وہ ایک جوان مرد تھا اور دبدبے میں بھی وہی یکتا تھا، جب خون بہتے تھے۔ اور جب زرہ پوش بہادر موت سے یہاں تک ڈرتے کہ ان میں سے اکثروں کے دلوں کا یہ حال ہوتا گویا وہ ہوا ہیں۔

ان تمام اشعار سے ان کے بلند رتبے اور اخلاق عالیہ کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

عبداللہ بن عبدالمطلب:

عبدالمطلب کے کل دس بیٹے تھا جن میں سے ایک عبداللہ تھے۔ عبدالمطلب کی اولاد میں عبداللہ سب سے زیادہ خوب صورت، پاک دامن اور چہیتے تھے ان کو ذبیح بھی کہا جاتا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ جب عبدالمطلب کے لڑکوں کی تعداد دس ہوگئی اور وہ بچاؤ کرنے کے لائق ہوگئے تو عبدالمطلب نے انھیں اپنی نذر سے آگاہ کیا اور کہا:

عاهدته وأنا موفٍ عهده والله لا يحمد شيئٍ حمده
اذ كان مولا ىَ وكنتُ عبدهُ نذرتُ نذراً لا أ حبُّ ردَّهُ
ولا أحبُّ أن اعيشَ بعدَه(۱۱۴)

میں نے اللہ سے عہد کیا تھا میں اس عہد کو پورا کروں گا اللہ کی قسم حمد باری تعالی جیسی کوئی شے نہیں۔ کیوں کہ وہ میرا آقا ہے اور میں اس کا غلام ہوں میں نے ایک نذر مانی ہے جسے میں رد کرنا پسند نہیں کرتا۔ اور اس کے بعد میں زندہ رہنا بھی پسند نہیں کرتا۔

سب راضی ہوگئے تو عبدالمطلب نے قسمت کے تیروں پر ان کے نام لکھ کر ہبل کے حوالے کیا جب قرعہ نکالا تو عبداللہ کا نام نکلا۔

عبدالمطلب نے عبداللہ کا ہاتھ پکڑا چھری لی اور ذبح کرنے کے لیے لے گئے اور کہا:

عاهدتّه وأنا موفٍ نذرهُ والله لا يقدِرُ شئيٍ قدرهُ
هذا بَنِيَّ قد أُريدَ نحرَهُ وان يوىءَ نخرهُ يُقَبِل عُذرَه(۱۱۵)

میں نے اس سے عہد کیا ہے اور میں اپنے عہد کو پورا کروں گا خدا کی قسم کوئی چیز اس کی قدر نہیں جان سکتی۔ تو قریش اور ان کے دوسرے لڑکوں نے کہا آپ ہرگز ایسا نہ کریں تو عبدالمطلب نے کہا میں اپنی نذر کا کیا کروں۔

اس پر ابو طالب نے کہا:

کلّا وَربِّ البیتِ ذِی الأنصاب　　ما ذَبحُ عبدِاللہ بالتلعاب
یا شَیبَہ اِنّ الرّیحَ ذُو عِقاب　　اِنّ لنا مرّۃَ فی الخُطّاب(۱۱۶)

اس بتوں والے رب کے گھر کی قسم ایسا ہرگز نہ ہوگا عبداللہ کا ذبح کرنا کوئی کھیل نہیں۔اے شیبہ ہوا عذاب والی ہے ہمارے لئے چاہنے والوں میں قبیلہ مرّہ ہے۔

مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم نے کہا:

یا عجباً من فعلِ عبدِ المطلب　　وذِ بحہ ابناً کتِمثالِ الذّ ھَب(۱۱۷)

عبدالمطلب کے فعل پر تعجب ہوتا ہے وہ سونے کی مورتی جیسے بیٹے کو ذبح کرنے پر مصر ہے

انھوں نے مشورہ دیا کہ کسی خاتون عرافہ کے پاس جا کر حل دریافت کریں۔عبدالمطلب ایک عرافہ کے پاس گئے اور سارا معاملہ بتایا اس نے کہا کہ عبداللہ اور دس اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کریں اگر عبداللہ کے نام قرعہ نکلے تو مزید دس اونٹ بڑھا دیں اور اسی طرح اونٹ بڑھاتے جائیں۔

یا ربِّ اِ نّی فاعِل لِما تُرِد　　اِن شئتَ ألھمتَ الصّوابَ والرّشد
یا سائِقَ الخیرِالیٰ کُلِّ بَلَد　　قَد زِدتَ فِی المَالِ وَاکثَرتَ العَدَد(۱۱۸)

اے میرے رب میں وہی کروں گا جو تو چاہے گا اگر تو چاہے گا تو میرے دل میں صحیح اور درست بات ڈال دی جائے گی۔اے ہر شہر کی طرف بھلائی لے جانے والے تو نے مال بھی بہت دیا ہے اور تعداد بھی کثیر دی ہے۔

عبدالمطلب نے واپس آ کر عبداللہ اور اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی کی مگر قرعہ عبداللہ کے نام نکلا اس کے بعد وہ دس دس اونٹ بڑھاتے گئے مگر قرعہ عبداللہ کے نام نکلتا رہا جب سو اونٹ پورے ہو گئے تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا اس طرح عبدالمطلب نے انھیں عبداللہ کے بدلے ذبح کیا اور وہیں چھوڑ دیا کسی انسان یا درندے کے لئے کوئی رکاوٹ نہ تھی۔

دعوتُ ربّی مُخلِصاً وَّجَھراً　　یا ربّی لا تَنحراً بُنَیَّ نَحراً
وَفَادِ بالمالِ تَجِد لِی وَفراً　　أعطِیکَ مِن کُلِّ سَوَامٍ عشرًا
عفوًا ولا تُشمِت عُیونًا خُزرًا　　بِالواضِحِ الوَجہِ المُغَشّی بَدرًا
فالحَمدُلله الأجَلِّ شُکرًا　　فلَستُ والبَیتِ المُغَطّی سِترًا
مُبَدِّلًا نِعمَۃَ رَبّی کُفرًا　　ما دُمتُ حیًا أو أزُورَ قَبرًا(۱۱۹)

میں نے اپنے رب کو اخلاص اور بلند آواز سے پکارا اے میرے رب میرے بیٹے کو ذبح نہ کرنا۔ مال کی

صورت میں فدیہ قبول کرلے میرے پاس بہت مال ہے میں تجھے ہر چرنے والے ریوڑ میں سے تجھے دس دوں گا۔اپنی مرضی سے دوں گا اور تو ترچھی نگاہ سے دیکھنے والے (دشمنوں کے) روشن چہرے والے اور جس پر چودھویں رات کا چاند چڑھا ہوا ہے ذبح کر کے خوش نہ کرنا۔شکریے کے طور پر میں خدائے بزرگ کی تعریف کرتا ہوں قسم ہے اس اللہ کے گھر کی جس پر پردے ڈالے ہوئے ہیں۔اپنے رب کی نعمت کو ناشکری میں تبدیل نہیں کرنے کا جب تک میں زندہ ہوں یہاں تک کہ میں قبر میں چلا جاؤں۔

اس واقعے سے پہلے قریش اور عرب میں خون بہا کی مقدار دس اونٹ تھی مگر اس واقعے کے بعد سو اونٹ کر دی گئی اسلام نے بھی اس مقدار کو برقرار رکھا۔

عبدالمطلب نے عبداللہ کی شادی کے لئے آمنہ بنت وھب کا انتخاب کیا جو نسب اور رتبے کے لحاظ سے قریش کی افضل ترین خاتون شمار ہوتی تھیں۔غرض یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنی قوم میں نسب کے لحاظ سے بھی سب سے بہتر تھے اور عزت کے لحاظ سے بھی۔والد کی طرف سے بھی اور والدہ کی طرف سے بھی۔عبداللہ بن عبدالمطلب زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے،رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے دو ماہ پہلے ان کا انتقال ہو گیا۔ حضرت آمنہ نے آپ ﷺ کے والد عبداللہ کی وفات پر درج ذیل مرثیہ کہا:

عفا جانب البطحاء من ابن هاشم　　وجاور لحدا خارجا فی الغماغم
دعته المنايا دعوة فاجابها　　وما تركت فی الناس مثل ابن هاشم
عشية راحوا يحملون سريره　　تعاوره اصحابه فی التزاحم
فان تک غالته المنايا وريبها　　فقد كان معطاء كثيرا لتراحم(۱۲۰)

بطحا کی آغوش ہاشم کے صاحب زادے سے خالی ہو گئی وہ بانگ و خروش کے درمیان ایک لحد میں آسودہء خاک ہو گیا۔اسے موت نے ایک پکار لگائی اور اس نے لبیک کہہ دیا اب موت نے لوگوں میں ابن ہاشم جیسا کوئی انسان نہیں چھوڑا۔وہ شام جب لوگ انھیں تخت پر اٹھائے لے جا رہے تھے اگر موت اور موت کے حوادث نے ان کا وجود ختم کر دیا ہے (تو ان کے کردار کے نقوش نہیں مٹائے جا سکتے) وہ بڑے دانا اور رحم دل تھے۔

اس ساری بحث سے پتا چلتا ہے کہ محمد ﷺ والدین کی طرف سے اور نسب کے لحاظ سے اشرف و اعلیٰ ہیں۔آپ ﷺ کا خاندان ہر اعتبار سے معزز اور باوقار تھا۔

ان سب باتوں کا خلاصہ حضرت عباس بن عبدالمطلب کے مندرجہ ذیل اشعار جو انھوں نے حضور ﷺ کی مدح میں کہے:

مَنْ قَبلِها طِبْتَ فی الظلال وفی　　مَستو دَعٍ حيثُ يُخصَفُ الْوَرَق
ثُمَّ هَبَطْتَ الْبِلادِ ولا بَشَر　　أَنْتَ ولا مُضغَةولا علَقُ

بَلْ نُطْفَة تَرْكَبُ السَفِيْنَ وَقَدْ   اَلْجَمَ نَسرًا وأهْلَه الْغَرَقْ
تُنقَلُ مِنْ صا لِبِ اِلیٰ رَحِمِ   إذا مضَى عالَم بَدَا طَبَقْ
وَرَدْتَ نارَالْخَلِيْلَ مُكْتَمًا   فی صُلْبِهِ اَنتَ كيفَ يَحْتَرِ قُ
حَتّٰى اَحْتَوٰى بَيْتَک الْمُهَيْمِنُ مِنْ   خِنْدَفِ عَلْيَاءَ تَحْتَها النُّطَقْ
وأنْتَ لَمَّا وُلدت اَشْرَقْتِ الْأرْض   وَ ضَا ءَ تْ بِنُوْرِ كَ الأُفُقْ
ونَحْنُ فی ذالک الضِّياءِ وفی النُّورِ   وسُبُلُ الرَّشادِ تَخْتَرِقْ (۱۲۱)

آپ ﷺ ولادت باسعادت سے پہلے اس وقت بھی صُلب آدم میں محفوظ تھے جب آدم وحوا شجرہ ممنوعہ سے استفادہ کے بعد بدن کو پتوں سے ڈھانک رہے تھے۔ پھر آپ ﷺ (آدم وحوا کے اخراج کے باعث) بستیوں میں آئے، حالاں کہ آپ ﷺ ابھی بشر تھے نہ مضغہ (گوشت) نہ لہو کی بوند بلکہ وہ ماءِ مُقطّر جو کشتیوں پر سوار تھا جب پانی کی موجیں سرزمین نسر اور اس کے اہالیان کو ڈبو رہی تھیں یہ ماء مقطر صلب سے رحم کی طرف منتقل ہوتا رہا اور جب ایک مدت اسی طرح گزری تب سطح زمیں ابھری اور جماعتیں نمودار ہوئیں۔ آپ ﷺ آتش نمرود میں بھی پردے میں اترے جب کہ آپ حضرت خلیل اللہ کی پشت میں تھے تو آتش نمرود انھیں کیسے جلا سکتی تھی۔ یہاں تک کہ آپ کی حفاظت اس گھرانے نے کی جو خِندف جیسی بلند مرتبہ خاتون کا گھرانہ تھا جس کا دامن قدموں لوٹتا تھا، وہ ایسے عزّ وشرف والا خاندان تھا جیسے کوئی بلند ترین چوٹی اور باقی تمام قبیلے اس کے دامن میں کھڑے ٹیلے ہوں۔ اور جب آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو سارا عالم افق تا افق اس نور ہدایت سے منور ہوگیا۔ بس ہم اسی نور ہدایت میں چل رہے اور رشد وہدایت کی راہیں طے کر رہے ہیں۔

مختصراً یہ کہ آپ ﷺ بنو ھاشم کا خلاصہ اور قریش کے عمدہ خاندانوں میں سے ہیں۔ آپ ﷺ سارے عرب وعجم سے معزز ہیں آپ ﷺ والد گرامی اور والدہ ماجدہ کی طرف سے عمدہ خاندان سے ہیں آپ ﷺ سارے اہل مکہ اور سارے انسانوں بلکہ ساری مخلوق سے افضل ہیں آپ کا قبیلہ سارے قبائل سے افضل اور آپ ﷺ کا خاندان سارے خاندانوں سے افضل ہے۔
حسان بن ثابتؓ کے ایک شعر کا مصرعہ ہے:

وماءُ العُودِ مِنْ حيثُ يُعْصَرُ (۱۲۲)

یہ خاندان عود کی ٹہنی کی طرح ہے اسے جہاں سے بھی نچوڑا جائے گا خوشبو ہی نکلے گی۔

حوالہ جات

خاندان نبوی

۱۔اسحاق قریشی، ڈاکٹر، برصغیر پاک وہند میں نعتیہ شاعری، لاہور: مرکز معارف اولیا محکمہ اوقاف پنجاب، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء،ص: ۲۰۴

2- The literary history of Arabs by R. A Nicholoson, combridge university, 1953, Page# 72

۳۔ ابن رشیق، العمدہ فی محاسن الشعر وآدابہ،ص: ۳۷

۴۔الزیات، احمد حسن، تاریخ الادب العربی،ص: ۷

۵۔دیوان الحماسہ، باب الحماسہ،ص: ۲۵۰

۶۔ایضاً،ص: ۳۱۲-۳۱۳

۷۔ البقرۃ، الانعام، ابراہیم، مریم، الانبیاء، الحج، العنکبوت، الشعراء، الصافات، ان سورتوں میں قدرے تفصیل سے اور باقی سورتوں میں اختصار کے ساتھ آپؑ کا ذکر کیا گیا ہے۔

۸۔ البقرۃ: ۱۲۴

۹۔ العنکبوت: ۲۷

۱۰۔ الممتحنۃ: ۴

۱۱۔ آل عمران: ۹۵

۱۲۔ النحل: ۱۲۰

۱۳۔ البقرۃ: ۱۲۹

۱۴۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱/۵

۱۵۔ منصور پوری، قاضی سلیمان، رحمۃ للعالمین، ۳۱۶-۳۱۷

۱۶۔ الماوردی، ابوالحسن، اعلام النبوۃ، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء،ص:

۱۷۔ البخاری، کتاب المناقب، رقم الحدیث: ۳۵۵۷

۱۸۔ ایک قرن کی مدت چالیس سال سے ایک سو بیس سال تک بتائی جاتی ہے۔

۱۹۔ صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۵۹۳۸، جامع ترمذی، ابواب المناقب، رقم الحدیث: ۱۵۳۹

۲۰۔ جامع ترمذی ابواب المناقب، حدیث: ۱۵۴۰

۲۱۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۱/۳۷۶

۲۲۔ عباس بن مرداس، دیوان

۲۳۔ جامع ترمذی، حدیث: ۱۵۴۳

۲۴۔ الانعام: ۱۲۴

۲۵۔ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۱/۱۸۳

۲۶- السہیلی، الروض الانف، ۱/۳۲۸

۲۷- ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱/۲۸۸

۲۸- أیضًا: ۱-۱/۲

۲۹- دیوان حسان بن ثابت، ص: ۱۸۲

۳۰- الماوردی، ابوالحسن، اعلام النبوۃ، ص:

۳۱- السہیلی، الروض الانف، ۱/

۳۲- الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، مصر: مکتبۃ التجاریۃ الکبری، مطبعۃ الاستقامۃ بالقاھرۃ، ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۹ء، ۲/۲۸

۳۳- غسان یمن میں مأرب کے بند پر ایک پنگھٹ کا نام ہے، حسان بن ثابت کہتے ہیں:

إمَا سألتِ فإنّا مَعشَرٌ نُجُبٌ   ألأسْدُ نِسبَتُنَا وَالْمَاءُ غَسّانُ

کیا تونے کسی سے پوچھا نہیں؟ یعنی کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم اشراف لوگ ہیں بنی اسد ہمارا قبیلہ اور غسان ہمارا پنگھٹ ہے۔

۳۴- ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱/۹

۳۵- حسین عبداللہ، حیاۃ سید العرب وتاریخ نھضۃ الاسلامیۃ مع العلم والمدینۃ، ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء، ۱/۵۰

۳۶- الماوردی، ابوالحسن، اعلام النبوۃ، ص: ۱۵۲

۳۷- الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ۲/۲۷

۳۸- الماوردی، ابوالحسن، اعلام النبوۃ، ص: ۱۵۲-۱۵۳

۳۹- السہیلی، الروض الانف، ۱/۳۰

۴۰- أیضًا: ۳۰-۱/۳۱

۴۱- ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱/۷۶

۴۲- السہیلی، الروض الانف، ۱/۳۰

۴۳- حسین عبداللہ، حیاۃ سید العرب وتاریخ نھضۃ الاسلامیۃ مع العلم والمدینۃ، ۱/۴۸

۴۴- البلاذری، انساب الاشراف، ۱/۳۱

۴۵- السہیلی، الروض الانف، ۱/۳۰

۴۶- ان کا نام لیلیٰ بنت حلوان تھا۔ یمن کے قبیلے کی خاتون تھیں اور اپنے اوصاف وشمائل کی وجہ سے بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں، یہاں تک کہ ان کی اولاد کو باپ کی بجائے ماں کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

۴۷- البلاذری، انساب الاشراف، ۱/۳۲

۴۸- حسین عبداللہ، حیاۃ سید العرب، ۱/۷۱

۴۹- البلاذری، انساب الاشراف، ۱/۴۷

۵۰- السہیلی، الروض الانف، ۱/۳۰

۵۱- محمد بن سعد، الطبقات الکبری، ۱/۱/۳۰

۵۲- الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ۲/۲۴، البلاذری، انساب الاشراف، ۱/۳۲

۵۳- ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱/۸۱، کتاب نسب قریش

۵۴- حسین عبداللہ، حیاۃ سید العرب، ۱/۴۷

۵۵- الشامی، محمد بن یوسف الصالحی، سبل الهدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، تحقیق مصطفی عبدالواحد، قاہرہ: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء، ۱/۳۳۹

۵۶- ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱/۹۵

۵۷- القسطلانی، شرح العلامہ الزرقانی علی المواهب اللدنیہ بالمنح المحمدیۃ، بیروت: دار الکتب العلمیۃ ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء، ۱/۱۴۷

۵۸- الشامی، محمد بن یوسف الصالحی، سبل الهدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ۱/۳۳۸

۵۹- الحلبی، برهان الدین، السیرۃ الحلبیۃ من انسان العیون فی سیرۃ الأمین المأمون، بیروت: المکتبۃ الاسلامیۃ، ۱/۱۶

۶۰- أیضًا

۶۱- صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۵۹۳۸، ترمذی، ابواب المناقب، رقم الحدیث: ۱۵۳۹

۶۲- القسطلانی، شرح العلامہ الزرقانی، ۱/۱۴۵

۶۳- الشامی، محمد بن یوسف الصالحی، سبل الهدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ۱/۳۳۵

۶۴- ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱/۹۶

۶۵- الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ۲/۲۲، ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، حسین عبداللہ، حیاۃ سید العرب، ۱/۴۶

۶۶- البلاذری، انساب الاشراف، ۱/۴۰، حسین عبداللہ، حیاۃ سید العرب، ۱/۴۶

۶۷- السہیلی، الروض الانف، ۱/۲۸، حسین عبداللہ، حیاۃ سید العرب، ۱/۴۵

۶۸- زرقانی میں یہ اشعار تھوڑے الفاظ کے فرق کے ساتھ الشمرخ بن عمرو الحمیری سے منسوب ہیں۔

۶۹- السمعانی، ابوسعید، عبدالکریم بن محمد، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء، ۴/۴۸۵

۷۰- ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱/۹۸

۷۱- الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ۲/۲۲، حسین عبداللہ، حیاۃ سید العرب، ۱/۴۶

۷۲- الادرم اسے کہتے ہیں جس کی ٹھوڑی میں نقص ہو، ناقص الذقن

۷۳- البلاذری، انساب الاشراف، ۱/۴۰

۷۴- السہیلی، الروض الانف، ۱/۲۷

۷۵- البلاذری، انساب الاشراف، ۱/۴۱

۷۶- ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱/۹۹-۱۰۰

۷۷- السہیلی، الروض الانف، ۲/۶۱

۷۸- حسین عبداللہ، حیاۃ سید العرب، ۱/۴۳-۴۴

-۷۹ لسان العرب میں یہ شعر اس طرح ہے:

یَا لیتَنِی شاهِدُ فَحواء دعْوَتِهِ إذَا قُرَيْش تُبغَى الْخلقَ خِذْلَانَا

ابن منظور، لسان العرب، ۱/۵۹۳

-۸۰ مصعب الزبیری، ابوعبداللہ، کتاب نسب قریش، ۱/۱۳

-۸۱ القمر: ۴۶

-۸۲ حسین عبداللہ، حیاۃ سید العرب، ۱/۴۳

-۸۳ النجم: ۶

-۸۴ الطبری، تاریخ الامم والملوک

-۸۵ حسین عبداللہ، حیاۃ سید العرب، ۱/۴۳

-۸۶ الشامی، محمد بن یوسف الصالحی، سبل الھدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد، ۱/۳۲۷

-۸۷ السھیلی، الروض الانف، ۱/۲۵

-۸۸ آپ کو قصی اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ وطن سے دور جا پڑے تھے۔ السھیلی، الروض الانف، ۱/۲۵

-۸۹ لطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ۱۵-۲/۱۷

-۹۰ رزاح بن ربیعہ قصی کا اخیافی بھائی تھا۔

-۹۱ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ۱/۱۳۵

-۹۲ السھیلی، الروض الانف، ۱/۲۶۶

-۹۳ الزرقانی محمد بن عبدالباقی، شرح العلامہ الزرقانی علی المواھب اللدنیہ، ۱۳۹-۱/۱۴۰

-۹۴ الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ۲/۱۹

-۹۵ السھیلی، الروض الانف، ۱/۲۵

-۹۶ البلاذری، انساب الاشراف، ۱/۵۲

-۹۷ شعر عبداللہ بن الزبعری، ص: ۵۳

-۹۸ البلاذری، انساب الاشراف، ۱/۶۲، ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ

-۹۹ شعر عبداللہ بن الزبعری، ص: ۵۴، انساب الاشراف میں یہ اشعار مطرود بن کعب الخزاعی کی طرف منسوب کیے گئے ہیں۔ ۱/۶۰

-۱۰۰ بلاذری نے حضرت یزید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے لونڈی دیکھی وہ شعر پڑھ رہی تھی:

کانت قریش بیضة فتفلّقت المح خالصه لعبد الدار

حضور ﷺ نے ابوبکرؓ نے پوچھا کیا یہ شعر اس طرح ہے۔ انھوں نے فرمایا نہیں: (عبد مناف) اس طرح ہے۔ انساب الاشراف، ۱/۶۳

-۱۰۱ حسان بن ثابت، دیوان، ص: ۲۵۷-۲۵۸

-۱۰۲ ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۱/

-۱۰۳ محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲/۸۰

۱۰۴- أیضًا:۸۰-۲/۸۱

۱۰۵- انساب الاشراف میں عرفُطْ کی جگہ وافیط ہے۔ ۱/۶۵

۱۰۶- الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک، ۸-۲/۹

۱۰۷- ابن ہشام، سیرۃ النبی،

۱۰۸- البلاذری، انساب الاشراف، ۱/۷۴

۱۰۹- أیضًا:۱/۷۵

۱۱۰- أیضًا

۱۱۱- ابن ہشام، سیرۃ النبی،

۱۱۲- أیضًا:۱۷۹-۱/۱۸۰

۱۱۳- أیضًا:۱/۱۸۰، طبقات ابن سعد میں یہ اشعار امیمہ بنت عبد المطلب سے منسوب ہیں۔ ۱/۱۱۸

۱۱۴- ابن ہشام، سیرۃ النبی، ۱۸۰-۱/۱۸۱

۱۱۵- أیضًا: ۱۸۱-۱/۱۸۲

۱۱۶- أیضًا: ۱/۱۸۲

۱۱۷- أیضًا: ۱۸۲-۱/۱۸۳

۱۱۸- بلوغ الارب، ۳/۴۷

۱۱۹- أیضًا

۱۲۰- أیضًا، سلمان منصور پوری، رحمۃ للعالمین، حصہ دوم، ص:۳۲۱

۱۲۱- بلوغ الارب، ۳/۴۸، رحمۃ للعالمین، ص:۳۲۱

۱۲۲- أیضًا

۱۲۳- أیضًا:۳/۴۹

۱۲۴- محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱/۱۰۰، احمد بن زینی دحلان، السیرۃ النبویۃ، ۱/۳۴

۱۲۵- ابن کثیر، السیرۃ النبویۃ، ۱/۱۹۵

۱۲۶- دیوان، حسان بن ثابت، ص:۲۳۷